قرآن کی عظمت و فضیلت



پروفیسر مولانا محمد رفیق چودھری

وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ

قرآن کی عظمت وفضیلت

پروفیسر مولانا محمد رفیق چودھری

مکتبہ قرآنیات، لاہور

نام کتاب .... قرآن کی عظمت وفضیلت

مرتب .... پروفیسر مولانا محمد رفیق چودھری

ناشر .... مکتبہ قرآنیات، یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ،

اُردو بازار لاہور۔ پاکستان

فون:5811297، موبائل:0333-4399812

اہتمام .... حافظ تقی الدین

اشاعت اوّل 2004ء

کمپوزنگ .... مکتبۃ الکتاب کمپوزنگ سینٹر 7237886

صفحات 128

قیمت .... [redacted] روپے

ملنے کے پتے

1۔ کتاب سرائے، الحمد مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار لاہور

2۔ مکتبہ سید احمد شہید، الکریم مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور

3۔ مکتبہ مجددیہ، الکریم مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور

ارشادِ خداوندی

﴿ یَآ اَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْکُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ ۙ وَ ھُدًی وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۝ ﴾ [یونس:57]

"اے لوگو! بے شک تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک نصیحت آ گئی ہے۔ وہ تمہارے دلوں کے لیے شفا ہے اور ایمان والوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے۔"

حدیث نبوی

((إِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ أَقْوَامًا وَّ يَضَعُ بِهٖ اٰخَرِيْنَ))

[صحیح مسلم عن عمر بن خطابؓ]

”بے شک اللہ تعالیٰ اس کتاب کی پیروی کے ذریعے کچھ لوگوں کو بلندی عطا فرمائے گا اور اس کی خلاف ورزی کرنے پر بعض لوگوں کو گرائے گا۔“

فہرست عنوانات

حَامِدًا وَّمُصَلِّيًا

پیش لفظ

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام، اس کی آخری کتاب اور اس کا ایک معجزہ ہے۔ یہ دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے۔ اس نے اپنے سے پہلے کی سب الہامی کتابوں کو منسوخ کر دیا ہے۔ اور ان میں سے کوئی بھی آج اپنی اصل صورت میں محفوظ نہیں۔ البتہ قرآن تمام پہلی الہامی کتابوں کی تعلیمات کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔

قرآن کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے لے رکھا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ ﴾ [الحجر: 9]

''بے شک ہم نے اس ذکر (قرآن) کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔''

قرآنِ حکیم ایک عظیم کتاب ہے۔ یہ بنیادی طور پر کتاب ہدایت (The Book of Guidance) ہے۔ اس کے بہت سے فضائل اور خصوصیات ہیں۔ یہ سراسر معجزہ ہے۔ تمام مخلوقات مل کر بھی اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہیں۔

﴿ قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ۝ ﴾ [بنی اسرائیل: 88]

''کہہ دیجیے، اگر تمام انسان اور جنات مل کر اس جیسا قرآن لانا چاہیں تو نہیں لا سکتے اگرچہ وہ ایک دوسرے کے مددگار بن جائیں۔''

غیر مسلم دانشوروں کی اکثریت بھی قرآنِ حکیم کی عظمت کی معترف ہے۔

قرآن کی عظمت کا اندازہ اس امر سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ یہ کتاب جس سرزمین پر نازل ہوئی، اس نے وہاں کے لوگوں کو فرشِ خاک سے اوجِ ثریا تک پہنچا دیا۔ اس نے ان کو

دنیا کی عظیم ترین طاقت بنا دیا، جس نے اپنے اخلاق و کردار کا ایک جہان سے اپنا لوہا منوایا۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو یہ ایک عظیم انقلابی (Revolutionary) کتاب ہے۔

نزولِ قرآن کے بعد قرآن کی برکت سے مسلمانوں میں بہت سے علوم وفنون وجود میں آئے۔ جن میں سے چند ایک یہ ہیں:

1۔ علم تفسیر
2۔ ترجمۂ قرآن کا فن
3۔ علم قراءات (علم تجوید)
4۔ کتابت اور خطاطی کا فن
5۔ علم احکام القرآن
6۔ علم قصص القرآن

قرآن وحی ہے، اس پر ایمان لانا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے۔ اس کی تلاوت عبادت ہے۔ یہ اسلامی شریعت کا اولین ماخذ ہے۔ قرآن قوموں کے عروج و زوال کا معیار اور پیمانہ ہے۔ اس کی تعلیمات پر عمل کر کے قومیں عروج حاصل کر سکتی ہیں اور اس سے انحراف کر کے وہ زوال پذیر ہو سکتی ہے۔

مسلمان جب تک قرآنی تعلیمات و ہدایات پر عمل پیرا رہے وہ دنیا میں غالب اور سر بلند رہے۔ انہوں نے تین براعظموں (Continents) پر حکومت کی اور دنیا کو اعلیٰ تہذیب و تمدن اور بہترین نظامِ زندگی دیا۔

قرآن آج بھی پہلے کی طرح ایک زندہ معجزہ (A Living Miracle) ہے۔ آج بھی اس کی تعلیمات پر عمل کر کے مسلمان اپنا کھویا ہوا مقام اور وقار دوبارہ حاصل کر سکتے ہیں۔ ؎

قرآن میں ہو غوطہ زن اے مردِ مسلماں
اللہ کرے تجھ کو عطا جدّتِ کردار

(اقبال)

دنیا میں جن قوموں نے آج مادی ترقی کی ہے، وہ بھی قرآن کا بالواسطہ (indirect) فیضان ہے۔ کیونکہ انہیں یہ ترقی نزولِ قرآن سے پہلے حاصل نہیں ہوئی تھی۔

زیرِ نظر کتاب ''قرآن کی عظمت وفضیلت'' اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جسے ہم نے قرآنِ حکیم کی خدمت کے حوالے سے اپنے محدود وسائل کے ساتھ شروع کر رکھا ہے۔ اس کتاب میں قرآنِ مجید کی عظمت اور فضیلت کے بعض پہلوؤں کو اُجاگر کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب کو لوگوں کے لیے مفید اور نافع بنائے۔ میری غلطیوں اور کوتاہیوں سے درگزر فرمائے اور کتاب وسنت کی خدمت کی مزید توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ط

والسلام

16نومبر 2004ء — محمد رفیق چودھری

3شوال 1425ھ — لاہور

باب 1

قرآن کا تعارف اور اہمیت

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام اور اس کی آخری کتاب ہے۔ یہ 114 سورتوں پر مشتمل ہے۔ پہلی سورت الفاتحہ اور آخرت سورت الناس ہے۔

قرآن کے معنی:

لفظ قرآن کے معنی کے بارے میں کئی اقوال ہیں۔ سب سے زیادہ مشہور قول یہ ہے کہ یہ قَرَءَ کا مصدر (infinitive) ہے اور اس کے معنی پڑھنے کے ہیں۔

جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے:

﴿ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ٥ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ٥ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ٥ ﴾ [القیامۃ:16-18]

''اے نبیؐ! آپ اس کو جلد سیکھنے کے لیے اپنی زبان کو تیز حرکت نہ دیں۔ بے شک اس کا جمع کرنا اور اس کا سنانا ہماری ذمہ داری ہے۔ پھر جب ہم اس کو پڑھ کر سنائیں تو آپؐ اس تلاوت کی پیروی کریں۔''

اگرچہ قرآن کا لفظ مصدر ہے، لیکن یہ اسم مفعول کے معنوں میں ہے اور اس سے مراد ایک خاص پڑھی جانے والی کتاب ہے۔

قرآن کی اصطلاحی تعریف:

قرآن ایسی کتاب نہیں جو تعارف کی محتاج ہو تاہم علماء نے اس کی درج ذیل اصطلاحی تعریف کی ہے:

((اَلْقُرْاٰنَ هُوَ كَلَامُ اللّٰهِ الْمُعْجِزُ الْمُنَزَّلُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ ﷺ بِوَاسِطَةِ جِبْرِيْلَ ، اَلْمَكْتُوْبُ فِي الْمَصَاحِفِ ، اَلْمُتَعَبَّدُ بِتِلَاوَتِهٖ وَالْمَنْقُوْلُ بِالتَّوَاتُرِ))

”قرآن اللہ کا وہ کلام ہے جو معجزہ ہے، جسے حضرت جبرئیلؑ کے ذریعے حضرت محمد ﷺ پر نازل کیا گیا ہے، جو صحیفوں میں لکھا ہوا ہے، جس کی تلاوت کرنا عبادت ہے اور جو تواتر سے نقل ہوتا چلا آ رہا ہے۔“

قرآنِ مجید کے نزول کا آغاز درج ذیل آیتوں سے ہوا:

﴿ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ○ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ○ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ○ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ○ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ يَعْلَمْ ○ ﴾

[العلق:5-1]

”(اے نبیؐ!) آپؐ پڑھیں اپنے رب کا نام لے کر جس نے پیدا کیا۔ جس نے انسان کو جمے ہوئے لہو سے بنایا۔ آپؐ قرآن پڑھیں اور یقین رکھیں کہ آپ کا رب بڑا کریم ہے۔ اس نے قلم کے ذریعے علم سکھایا۔ اور انسان کو وہ علم دیا جو وہ نہیں جانتا تھا۔“

قرآنِ مجید کی آخری آیت یہ ہے:

﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ﴾ [المائدة:3]

”آج میں نے تمہارے لیے دین کو مکمل کر دیا۔ تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو دین کی حیثیت سے پسند کر لیا۔“

قرآنِ حکیم تھوڑا تھوڑا کر کے تیئس (23) سال کی مدت میں نازل ہوا۔ حضرت محمد ﷺ کی بعثت کے بعد قرآنِ مجید کا بڑا حصہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوا اور باقی حصہ مدینہ منورہ میں اترا۔

قرآنِ حکیم بتدریج نازل ہونے کی حکمت خود قرآنِ مجید میں اس طرح بیان ہوئی ہے:

﴿ كَذٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ﴾ [الفرقان:32]

''اسی طرح تاکہ ہم اس کے ذریعے سے آپؐ کے دل کو مضبوط کریں اور ہم نے اس قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر نازل کیا ہے۔''

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿ وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا ﴾

[بنی اسرائیل:106]

''اور ہم نے اس قرآن کو تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کیا ہے، تاکہ آپؐ اسے وقفے وقفے سے لوگوں کو سناتے رہیں اور اسے ہم نے بتدریج اتارا ہے۔''

اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کے تھوڑا تھوڑا نازل ہونے میں کئی حکمتیں پوشیدہ تھیں، جن جن میں سے چند ایک یہ ہیں:

1۔ پہلی حکمت یہ تھی کہ حق و باطل کی کشمکش کے دوران بار بار قرآنِ مجید کا موقع کی مناسبت سے نازل ہونا نبی کریم ﷺ کے لیے حوصلہ افزائی اور تسکین قلب کا باعث تھا۔

2۔ دوسری حکمت یہ تھی کہ وہ لوگ جن کی اکثریت اَن پڑھ تھی، وہ قرآن کو تھوڑا تھوڑا کر کے آسانی کے ساتھ یاد (حفظ) کرسکیں۔ تعلیم وہی موثر ہوتی ہے، جو تھوڑی تھوڑی کر کے دی جائے۔

3۔ تیسری حکمت یہ تھی کہ صحابہ کرام کی رہنمائی اور ان کے دلوں کی تسلی اور اطمینان کے لیے بھی قرآنِ مجید تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کیا گیا۔

عہد نبویؐ میں بہت سے صحابہ کرامؓ نے پورا قرآنِ مجید حفظ کرلیا تھا۔ اس کے علاوہ قرآن کی تحریری شکل میں بھی کاتبین وحی کے ذریعے لکھا گیا، جو اگرچہ ایک جلد میں یکجا موجود نہ تھا، تاہم پورا قرآن الگ الگ حصوں کی صورت میں لکھا ہوا موجود تھا۔ نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد خلیفۂ اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسے ایک ہی جلد میں لکھوا کر سرکاری

طور پر جمع کر دیا تھا۔ اس مستند نسخے کو " المصحف الامام " (المصحف الام) کا نام دیا گیا۔ بعد میں خلیفۂ ثالث حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کی کئی نقلیں تیار کرا کر پورے ملک کے صوبوں تک پہنچا دیں۔

کچھ عرصہ بعد قرآن پر اعراب اور نقطے لگائے گئے اور رموز اوقاف کا اہتمام کیا گیا، تا کہ عجمی اور غیر عربی لوگ سہولت سے تلاوت کر سکیں۔

اہل اسلام کا اس پر اجماع اور کامل اتفاق ہے کہ قرآن مجید تمام انسانوں کے لیے حجت اور واجب الاطاعت ہے اور یہ کہ وہ اسلامی قانون کا اولین ماخذ ہے۔

قرآن کی اہمیت:

قرآن پر ایمان لانا ہر مسلمان کے لیے لازم ہے۔ جو شخص قرآن پر ایمان نہیں رکھتا وہ مسلمان نہیں ہو سکتا۔

قرآن دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے۔ دنیا میں کوئی کتاب ایسی نہیں جسے کروڑوں انسان روزانہ کم سے کم پانچ (5) مرتبہ پڑھتے ہوں۔ یہ اعزاز صرف اور صرف قرآنِ مجید ہی کو حاصل ہے۔

قرآن پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کا کلام مانا جائے۔ اسے آخری نازل شدہ الہامی کتاب تسلیم کیا جائے۔ اس کی تعلیمات اور احکامات کو برحق مانتے ہوئے ان پر عمل کیا جائے۔

قرآن صرف یہ نہیں کہتا کہ اس پر ایمان لایا جائے، بلکہ وہ اپنے سے پہلی کتابوں مثلاً توریت، زبور، انجیل وغیرہ پر بھی ایمان لانے کی دعوت دیتا ہے۔ لیکن وہ اس کے ساتھ یہ اعلان بھی کرتا ہے کہ اب ان کتابوں میں تحریف ہو چکی ہے اور اب وہ اپنی اصل حالت پر محفوظ نہیں ہے۔ ان میں تغیر و تبدل ہو چکا ہے۔ اب وہ اللہ کا کلام نہیں ہیں اور ان کو اللہ کی کتاب کہنا

بھی درست نہیں۔

اس کا سبب یہ ہے کہ ہر پیغمبر کسی خاص قوم اور مخصوص مدت کے لیے آیا تھا۔ اس کی کتاب بھی اسی قوم کے لیے تھی اور ایک خاص مدت تک کے لیے تھی۔ جبکہ حضرت محمد ﷺ کی نبوت و رسالت آخری ہے، عالمگیر ہے اور قیامت تک کے لیے ہے۔ اس لیے حضورؐ کو جو قرآن ملا وہ بھی عالمگیر ہے اور قیامت تک کے لیے ہے۔ چنانچہ قرآنِ مجید کو ہمیشہ کے لیے محفوظ کر دیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴾ [الحجر:9]

''بے شک ہم نے اس ذکر یعنی قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔''

اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے خود اپنے اوپر لے رکھی ہے۔ اس لیے اس میں کسی قسم کے ردوبدل یا اس کے گم یا ضائع ہونے کا کوئی اندیشہ باقی نہ رہا۔ باطل اس میں کوئی کمی بیشی نہیں کر سکتا اور نہ وہ اس میں شامل ہو سکتا ہے۔

ارشادِ خداوندی ہے:

﴿ وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ ﴾ [حٰمٓ السجدة:41]

''اور بے شک یہ زبردست کتاب ہے۔''

پھر جس طرح حضرت محمد ﷺ کے ذریعے دین اسلام کی تکمیل ہوئی۔ اسی طرح قرآن میں بھی پہلی تمام کتابوں کی بنیادی تعلیم محفوظ کر دی گئی ہے۔ اور پہلی کتب میں جو کمی رہ گئی تھی اسے پورا کر دیا گیا ہے۔

﴿ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ ﴾ [المائدة:48]

''اور ہم نے آپ کی طرف یہ کتاب حق کے ساتھ اتاری ہے۔ یہ اپنے سے پہلی

کتابوں کی تصدیق کرنے والی اور ان پر مہیمن یعنی نگہبان ہے۔''

اس سے معلوم ہوا کہ قرآن اپنے سے پہلی کتابوں کا نگران، ان کا امین اور ان کی تعلیمات کا جامع ہے۔

قرآن کسی قوم کے عروج وزوال کا پیمانہ اور معیار بھی ہے۔صحیح مسلم کی حدیث ہے، جسے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ:

((اِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ اَقْوَامًا وَّ يَضَعُ بِهٖ اٰخَرِيْنَ))

''بے شک اللہ تعالیٰ اس کتاب (قرآن) کے ذریعے بعض لوگوں کو اٹھائے گا اور بعض کو گرائے گا۔''

مسلمان جب تک قرآنی تعلیمات پر عمل کرتے رہے ان کو دنیا میں بھی قوت اور عروج حاصل رہا۔ انہوں نے تین براعظموں (Continents) پر حکومت کی۔ جب سے انہوں نے قرآن کے احکامات کو پس پشت ڈالا ہے وہ دنیا میں کمزور اور ذلیل وخوار ہوکر رہ گئے ہیں۔ آج بھی اگر امت مسلمہ اپنے کھوئے ہوئے بلند مقام کو دوبارہ حاصل کرنا چاہتی ہے تو اس کے لیے اس کے سوا کوئی چارا نہیں کہ وہ قرآن کی تعلیمات کے مطابق اپنی زندگی گزارے اور اس کی خلاف ورزی ترک کردے۔

گر تو می خواہی مسلماں زیستن
نیست ممکن جز بہ قرآں زیستن

باب 2

قرآنِ مجید کی خصوصیات اور فضائل

قرآنِ مجید سراپا معجزہ (Miracle) ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو جو سب سے بڑا معجزہ عطا فرمایا وہ یہی قرآنِ مجید ہے۔

قرآنِ مجید اپنے اندر بہت سی اعجازی خصوصیات رکھتا ہے اور یہ ہر اعتبار سے بے مثل کلام ہے۔ اس کے بہت سے فضائل ہیں۔

قرآنِ مجید کی چند نمایاں خصوصیات اور اس کے فضائل حسب ذیل ہیں۔ (مزید تشریح کے لیے دیکھیے: ''اسماء القرآن'' کا باب):

1۔ کلامِ الٰہی (Word of God):

قرآنِ مجید اللہ تعالیٰ کا کلام (Word of God) ہے۔ اس کی دلیل خود قرآن میں موجود ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿ وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ ﴾ [التوبة:6]

''اور اگر کوئی مشرک آپؐ سے پناہ طلب کرے، تو اسے پناہ دے دیں تا کہ وہ اللہ کا کلام سن لے۔ پھر اسے اس کی امان کی جگہ پہنچا دیں۔''

آج دنیا میں کوئی اور ایسا کلام نہیں جو کلامِ الٰہی کہلانے کا مستحق ہو اور کوئی کتاب ایسی نہیں جو اللہ کی کتاب ہو۔ یہ اعزاز آج صرف اور صرف قرآنِ مجید کو حاصل ہے کہ وہ اللہ کا کلام بھی ہے اور اللہ کی کتاب بھی۔

2۔ محفوظ کلام:

قرآنِ مجید سے پہلے کئی الہامی کتب نازل ہوئیں، لیکن آج وہ اپنی اصلی صورت میں کہیں موجود نہیں۔ امتدادِ زمانہ، مذہبی پیشواؤں کی خواہشات نفسانی اور شرارت کے باعث آج کوئی الہامی کتاب اپنی اصلی حالت میں محفوظ نہیں رہی۔ یہ خصوصیت صرف قرآنِ عزیز کو حاصل ہے کہ وہ اول روز سے آج تک اپنی اصلی صورت بالکل محفوظ ہے اور ان شاء اللہ قیامت تک محفوظ رہے گا۔ کیونکہ اس کی حفاظت کی ذمہ داری خود اللہ تعالیٰ نے لے رکھی ہے۔ قرآن اہل ایمان کے سینوں میں اور تحریری طور پر مصاحف کی شکل میں سوا چودہ سو برس سے محفوظ ہے اور اس میں آج تک کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔ اس حقیقت کو اپنے اور بیگانے سب تسلیم کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

﴿ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ ﴾ [الحجر:9]

''بے شک ہم نے اس ذکر یعنی قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔''

3۔ معجزہ کلام:

قرآن ایک ایسا معجزہ (Miracle) ہے جس کی زبان، جس کا اسلوب (Style)، جس کا نظم، جس کی فصاحت و بلاغت اور جس کی اثر انگیزی (Effectiveness) سب معجزہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو یہ مستقل اور ابدی (Permanent and Eternal) معجزہ عطا فرمایا ہے اس کے علاوہ قرآن عربی زبان کا بھی شاہکار (Masterpiece) ہے۔

قرآن نے اپنے منکرین اور مخالفین (Opponents) کو چیلنج دیا ہے کہ وہ اگر اسے اللہ کا کلام نہیں مانتے تو اس جیسا کوئی اور کلام پیش کریں۔ اس جیسی دس سورتیں لا کر دکھائیں یا کم سے کم ایک یہ سورت اس جیسی بنا کر لے آؤ۔ مگر کوئی شخص بھی قرآن کے اس چیلنج کا جواب

نہیں دے سکتا اور کوئی بھی اس جیسا کلام پیش کرنے کی جرأت نہیں کرسکتا۔

1۔ایک مقام پر ارشاد ہوا کہ:

﴿ قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ﴾ [بنی اسرائیل:88]

''کہہ دیجیے کہ اگر تمام انسان اور جنات مل کر اس جیسا قرآن لانا چاہیں تو نہیں لاسکتے ،اگرچہ وہ ایک دوسرے کے مددگار بن جائیں۔''

2۔دوسرے مقام پر فرمایا کہ:

﴿ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴾ [ھود:13]

''کیا وہ کہتے ہیں کہ اس شخص نے قرآن خود گھڑ لیا ہے؟ آپؐ کہیں کہ تم بھی ویسی ہی دس (10) سورتیں بنا کر لے آؤ اور اپنی مدد کے لیے اللہ کے سوا جس کو بلا سکتے ہو بلالو اگر تم سچے ہو۔''

3۔تیسری جگہ ارشاد ہوا کہ:

﴿ وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴾ [البقرۃ:23]

''اور اگر تمہیں اس کلام کے بارے میں ذرا بھی شک ہو، جو ہم نے اپنے خاص بندے پر اتارا ہے تو تم بھی اس جیسی کوئی سورت بنا لاؤ اور اللہ کے سوا اپنے سارے حمایتی بھی اپنی مدد کے لیے بلالو، اگر تم سچے ہو۔''

4۔کامل ہدایت (Complete Guidance):

قرآنِ مجید پوری انسانیت کے لیے مکمل ہدایت نامہ ہے۔انسانی زندگی کے ہر شعبے سے

متعلق قرآنی ہدایات موجود ہیں۔ قرآن کے علاوہ دوسری ہر الہامی کتاب اس طرح زندگی کے تمام شعبوں کے بارے میں کامل ہدایت دینے سے قاصر ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ ﴾

[البقرة:185]

''رمضان وہ مہینہ ہے، جس میں ایسا قرآن نازل ہوا جو لوگوں کے لیے ہدایت ہے۔''

اور یہ قرآنی ہدایت انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے تمام پہلوؤں پر محیط ہے۔

5۔ عالمگیر کتاب:

قرآن سے پہلے کی تمام الہامی کتب کسی خاص علاقے، قوم یا نسل کے لیے ہدایت بن کر آئی تھیں کیونکہ وہ جن پیغمبروں پر نازل ہوئی تھیں وہ بھی کسی خاص علاقے، قوم یا نسل کی طرف مبعوث کیے گئے تھے۔ لیکن قرآن عالمگیر کتاب ہے، کیونکہ یہ اللہ کے جس رسول حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوا وہ سارے جہان کے لیے مبعوث ہوئے تھے۔

قرآن کا ایک عالمگیر ہونا خود قرآنِ مجید سے ثابت ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

﴿ وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴾ [القلم:52]

''اور یہ قرآن سارے جہان والوں کے لیے نصیحت ہے۔''

اسی طرح حضرت محمد ﷺ کی رسالت کا عالمگیر ہونا درج ذیل آیات سے ثابت ہوتا ہے:

1..... ﴿ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا ﴾

[الاعراف:158]

''کہہ دیجیے، اے لوگو! بے شک میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔''

دوسرے مقام پر ارشاد ہوا کہ:

2 ..... ﴿ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ o ﴾ [الانبیاء:107]

''اور ہم نے آپؐ کو سارے جہان والوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔''

6۔ فصیح و بلیغ کلام:

قرآنِ مجید ایک فصیح و بلیغ کلام ہے۔اس کی فصاحت و بلاغت کی نظیر لانا مخلوق کے بس کی بات نہیں۔قرآن کے الفاظ کی فصاحت، اس کے معانی کی بلاغت اور اس کا انداز بیان (Style)، سب معجزہ ہیں۔قرآنِ کا انداز بیان نظم یا شاعری (Poetry) کا بیان نہیں ہے، لیکن اس میں اعلیٰ درجے کی شعریت موجود ہے۔اس کا انداز بیان نثر (Prose) کا بھی نہیں کیونکہ اس میں جو تجع اور آہنگ (Rythm) پایا جاتا ہے وہ کسی اور نثر میں نہیں۔

دورِ جدید کے نامور مصری ادیب ڈاکٹر طٰہٰ حسین نے اس حوالے سے کیسی عمدہ بات کہی ہے:

((اَلْقُرْاٰنُ لَا نَظْمٌ وَّ لَا نَثْرٌ بَلْ هُوَ الْقُرْاٰنُ))

''قرآن نہ تو نظم ہے، اور نہ نثر، بلکہ قرآن قرآن ہے۔''

7۔ تضاد (Contradiction) سے پاک:

قرآنِ حکیم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اللہ کا علم ہر شے پر محیط اور حاوی ہے۔اس کے لیے ماضی، حال اور مستقبل سب ایک جیسے ہیں۔اس لیے قرآنِ مجید کی تعلیمات (Teachings) میں کوئی تضاد اور باہم اختلاف نہیں پایا جاتا، بلکہ اس کے مضامین میں مکمل آہنگی (Harmony) اور ارتباط (Integrity) پایا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

﴿ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ط وَ لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ

اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ﴾ [النساء:82]

’’کیا یہ لوگ قرآن پر غور نہیں کرتے؟ اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے آیا ہوتا تو وہ اس کے اندر بڑا اختلاف اور تضاد پاتے۔‘‘

اس کے برعکس دنیا کے فلسفیوں اور دانشوروں کے افکار و نظریات میں ہمیشہ تضاد پایا جاتا ہے۔

8۔ پُرتاثیر(Effective) کلام:

قرآنِ مجید ایک پرتاثیر کلام ہے۔اس کی اثر انگیزی مسلم ہے۔یہ انسان کے دل و دماغ پر اثر کرتا ہے۔ جب کوئی قاری قرآن پڑھتا ہے،تو اسے سننے والا شخص خواہ قرآن کو سمجھے یا نہ سمجھے اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

قرآن کا یہی وہ اعجاز تھا،جس نے کفار اور مشرکین کی نیندیں حرام کر دی تھیں۔وہ اس کی اثر انگیزی کو جادو سے تعبیر کرتے تھے اور صاحب قرآن علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نعوذ باللہ جادوگر کہتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

(1)..... ﴿ وَإِذَا تُتْلَى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ ﴾ [الاحقاف:7]

’’اور جب اُن کافروں کو ہماری واضح آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ اس حق کو جو اُن کے پاس آتا ہے کہتے ہیں کہ یہ کھلا جادو ہے۔‘‘

اللہ تعالیٰ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ اگر قرآن کسی پہاڑ پر نازل کیا جاتا تو وہ بھی اس کے اثر سے اور خوفِ الٰہی سے پھٹ کر ریزہ ریزہ ہو جاتا۔

﴿ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ

اللّٰهِ ط﴾ [الحشر:21]

''اور اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو تم دیکھتے کہ وہ اللہ کے خوف سے دب جاتا اور پھٹ جاتا۔''

صحابہ کرام کی ایک تعداد صرف قرآن سن کر مسلمان ہوئی تھی۔ ذیل میں اس کی کچھ تفصیل دی جا رہی ہے:

ا......قرآن سن کر مسلمان ہونے والے

1۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام لانا:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی قرآن سن کر مسلمانوں ہوئے تھے۔ ان کے اسلام لانے کا واقعہ اس طرح ہے کہ:

اسلام کے دشمن ابوجہل نے یہ اعلان کر رکھا تھا کہ جو شخص حضرت محمد ﷺ کو قتل کرے گا، میں اسے ایک سو اُونٹ اور ایک ہزار اوقیہ چاندی کا انعام دوں گا۔

اسی انعام کے لالچ میں عمر گلے میں برہنہ تلوار ڈال کر اس ارادے کے ساتھ گھر سے نکلے کہ نبی ﷺ کو قتل کر کے انعام حاصل کریں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ راستے میں بنی زہرہ کے حضرت نعیم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ان کی ملاقات ہوگئی۔ تو انہوں نے پوچھا کدھر کا ارادہ ہے؟ جواب ملا اسلام کا چراغ بجھانے کا۔ حضرت نعیم رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر تم یہ کام کر گزرو گے تو بنی ہاشم اور بنی زہرہ تمہیں بھی زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ پہلے اپنے گھر کی خبر لو۔ تمہاری بہن (فاطمہ رضی اللہ عنہا) اور بہنوئی (سعید بن زید رضی اللہ عنہ) مسلمان ہو چکے ہیں۔ یہ سن کر وہ غصے سے بے قابو ہو گئے۔ اور سیدھے بہن کے گھر پہنچے۔ گھر کے اندر سے ایسی آواز آ رہی تھی، جیسے کوئی کسی کو کچھ پڑھا رہا ہو۔ دروازہ کھٹکھٹایا تو خاموشی ہوگئی۔

اصل بات یہ تھی کہ جب کوئی غریب شخص مسلمان ہوتا تو حضورؐ اسے کسی خوشحال صحابی کے

سپرد کر دیتے، تا کہ وہ اس کی کفالت کرے۔ حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ ایک غلام تھے، جب وہ ایمان لائے تو انہیں سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا گیا تھا۔ یہ دونوں میاں بیوی ان سے اس وقت قرآن سیکھ رہے تھے۔

جب دروازہ کھولا گیا تو پوچھا یہ کیسی آوازیں آ رہی تھیں۔ جواب دیا گیا کہ آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ کہا چھپاؤ نہیں مجھے پتہ چل گیا ہے۔ تم دونوں گمراہ ہو چکے ہو۔ بہنوئی حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ بولے:

"اگر گمراہی کا وہ دین ہو، جس پر تم چل رہے ہو؟

یہ سننا تھا کہ عمر آپے سے باہر ہو گئے۔ ان کو بے تحاشا مارنا پیٹنا شروع کر دیا۔ اپنی بہن فاطمہ رضی اللہ عنہا بچانے آئیں تو ان کو بھی لہولہان کر دیا۔ زخمی بہن نے ثابت قدمی سے کہا:

"عمر! جو چاہو کر لو، اب اسلام دل سے نہیں نکل سکتا۔"

بہن کے یہ الفاظ بھائی کے دل میں تیر کی طرح نشانے پر جا بیٹھے۔ سخت مزاج بھائی کا غصہ کم ہو گیا۔ اس کے ہاتھ رک گئے۔ پوچھا: "تم لوگ کیا پڑھ رہے تھے؟" جواب ملا: "اللہ کا کلام، اس کی وحی۔" کہا: "مجھے بھی دکھاؤ۔" فرمایا: "جب تک پاک نہ ہو جاؤ، ہاتھ نہیں لگا سکتے۔" وہ نہا دھو کر سامنے آئے تو بہن نے سورۂ طٰہٰ پیش کی، جس کی دونوں میاں بیوی حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کے سامنے تلاوت کر رہے تھے، پڑھنے لگے، تو عمر کی کائنات بدل گئی۔ جب یہ آیت آئی کہ:

﴿ اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ ۝ ﴾

[طٰہٰ:14]

"بے شک میں ہی اللہ ہوں۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ لہٰذا میری ہی عبادت کرو اور میری یاد کے لیے نماز قائم کرو۔"

تو بے اختیار پکار اٹھے: "کیسا عمدہ اور عظیم کلام ہے۔" ان کا پتھر دل موم ہو چکا تھا۔

بولے: "مجھے محمد ﷺ کے پاس فوراً لے چلو۔" یہ سن کر حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ جو چھپے ہوئے تھے، باہر آ گئے اور فرمانے لگے:

"ابھی جمعرات کی بات ہے، رسول اللہ ﷺ نے کوہ صفا کے دامن میں یہ دعا مانگی تھی کہ: اے اللہ! عمرو بن ہشام (ابوجہل) اور عمر بن خطاب میں سے جسے تو عزیز رکھتا ہے، اس کے ذریعے سے اسلام کی مدد فرما۔"

ابن عساکر کی روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کے قلب مبارک پر وحی کی کہ ابوجہل ایمان نہیں لائے گا۔ اس پر حضورؐ نے یہ دعا فرمائی کہ:

"اے اللہ! عمر بن خطاب سے اسلام کو قوت دے۔"

اس کے بعد عمر نے پوچھا: "اس وقت حضورؐ کہاں ہیں؟" بتایا گیا کہ: "دارِ ارقم میں ہیں۔" عمر سیدھے دارِ ارقم پہنچے۔ دروازے پر دستک دی اور اندر آنے کی اجازت مانگی۔ خفیہ طور پر دیکھا گیا تو عمر گلے میں ننگی تلوار کے ساتھ دروازے پر کھڑے ہیں۔

اس صورت حال پر صحابہ کرام میں گھبراہٹ پیدا ہوگئی۔ لیکن حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ جو ابھی تین دن پہلے مسلمان ہوئے تھے فرمانے لگے:

"آتا ہے تو آنے دو۔ اگر ادب سے پیش آیا تو عزت ملے گی۔ اگر گستاخی کرتا ہے تو اسی کی تلوار سے اس کا سر قلم کر دوں گا۔"

دو آدمیوں نے عمر کے دونوں بازو پکڑ کر حضورؐ کے سامنے کھڑا کر دیا۔ حضورؐ فرمانے لگے:

"اسے چھوڑ دو۔" آپؐ نے عمر کا کرتا پکڑ کر اپنی طرف کھینچا اور فرمایا:

"اے عمر! کیا تم باز نہیں آؤ گے؟ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تم پر کوئی آفت نازل کرے، جس طرح اس نے ولید بن مغیرہ پر عذاب نازل کیا۔"

پھر حضور ﷺ نے دعا فرمائی:

"اے اللہ! عمر رضی اللہ عنہ میرے دروازے پر آ گیا ہے، اسے ہدایت دینا تیرا کام ہے۔"

ادھر دعا کے الفاظ مکمل ہوئے، ادھر عمر کی زبان پر کلمہ شہادت جاری ہو گیا۔ اس پر صحابہ کرام نے بے اختیار زور سے ''اللہ اکبر'' کا نعرہ لگایا، جس میں اللہ کے رسولؐ کی آواز بھی شامل تھی۔ اس نعرے سے بطحا کی پہاڑیاں گونج اٹھیں۔

اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

''یا رسول اللہ ﷺ! کافر لوگ تو لات اور عزیٰ کی علانیہ پوجا کریں اور ہم ایک اللہ کی عبادت چھپ کر کریں۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ اب تو بیت اللہ میں عبادت ہو گی۔''

صحابہ کرام دار ارقم سے نکل کر خانہ کعبہ میں اس شان سے داخل ہوئے کہ ان کے درمیان میں حضرت نبی کریم ﷺ تھے۔ دائیں طرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور بائیں طرف حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ تلوار لیے آگے آگے چل رہے تھے۔

کفار و مشرکین کو کسی اور خبر کا انتظار تھا۔ انہیں یہ سارا منظر دیکھ کر اپنی آنکھوں پر یقین نہ آتا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بلند آواز سے کہا:

''خبردار! جس نے کوئی حرکت کی اس کا سر تن سے جدا کر دیا جائے گا۔''

اس وقت قریش کو جتنی تکلیف ہوئی، پہلے کبھی نہ ہوئی تھی۔

اس موقع پر امام الانبیاء ﷺ کے پیچھے مسلمانوں نے علانیہ باجماعت نماز ادا کی۔

اب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد چالیس ہو گئی۔ اسی موقع پر حضورؐ نے حضرت عمرؓ کو ''فاروق'' کا خطاب دیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کے بعد مظلوم مسلمانوں میں اتنی ہمت پیدا ہوئی کہ وہ خانہ کعبہ کے صحن میں حلقہ بنا کر بیٹھنے لگے۔ کعبے کا طواف کرنے لگے، کوئی کافر برا بھلا کہتا تو اس کا جواب دینے لگے۔

2۔ نجاشی کا اسلام لانا:

حبشہ کے عیسائی بادشاہ نجاشی اصحمہ کے ایمان لانے کا واقعہ اسی طرح ہے کہ جب مکہ

میں قریش نے مسلمانوں پر ظلم وتشدد کی انتہا کر دی تو حضورؐ نے صحابہ کرام کو حبشہ کی جانب ہجرت کرنے کی اجازت دی اور فرمایا: ''وہ عدل وانصاف کی سرزمین ہے۔'' اس پر بہت سے صحابہ کرام ہجرت کر کے حبشہ پہنچ گئے۔ جہاں وہ امن وچین سے رہنے لگے۔

لیکن قریش کو یہ صورتِ حال گوارا نہ تھی۔ انہوں نے ایک وفد کو تحفے تحائف دے کر نجاشی کے پاس بھیجا، تا کہ وہ مسلمانوں کو پناہ نہ دے اور اپنے ملک سے نکال باہر کرے۔

قریش کا یہ وفد جب نجاشی کے پاس پہنچا تو اس سے کہا: ''اے بادشاہ! ہمارے کچھ نادانوں نے اپنے باپ دادا کا دین چھوڑ دیا ہے اور ایک نیا مذہب گھڑ لیا ہے۔ انہوں نے آپ کا مذہب بھی اختیار نہیں کیا۔ اب انہوں نے آپ کے ہاں پناہ لے رکھی ہے۔ ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ انہیں ہمارے حوالے کر دیا جائے۔''

یہ سن کر نجاشی نے اصل صورتِ حال جاننے کے لیے مسلمانوں کو طلب کیا۔ انہوں نے حضورؐ کے چچازاد بھائی حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اپنا نمائندہ بنایا، جنہوں نے نجاشی کے سامنے ایک زبردست تقریر کی۔ جس میں اپنا موقف بڑے موثر انداز میں پیش کیا۔

تقریر سن کر نجاشی نے کہا:

''مجھے وہ کلام بھی سناؤ جو تمہارے رسولؐ پر اترا ہے۔''

اس پر حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے سورۂ مریم کا ابتدائی حصہ تلاوت کیا۔

نجاشی نے جب قرآن سنا تو اس پر اس کا بہت اثر ہوا اور اس نے کہا: ''خدا کی قسم! یہ کلام اور انجیل تو ایک ہی چیز ہیں۔ محمدؐ وہی رسول ہیں جن کی خبر یسوع مسیح علیہ السلام نے دی تھی۔ اللہ کا شکر ہے کہ مجھے اس رسولؐ کا زمانہ ملا۔ میں گواہی دیتا ہوں وہ اللہ کے رسولؐ ہیں۔''

پھر اس نے قریش کے سفیروں سے کہا کہ تم واپس چلے جاؤ۔ میں ان مسلمانوں کو تمہارے حوالے نہیں کروں گا۔

پھر نجاشی نے مسلمانوں سے کہا:

"جاؤ تم لوگ میری حکومت میں امن سے زندگی گزارو۔"

پھر جب 9ھ میں نجاشی کا انتقال ہوا تو حضورؐ نے مدینے میں اس کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھائی۔

3۔ حضرت طفیل دوسی رضی اللہ عنہ کا اسلام لانا:

حضرت طفیل ابن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کا واقعہ یوں ہے:

آپ یمن کے قبیلہ دوس کے سردار تھے۔ خانہ کعبہ کی زیارت کے لیے آئے، تو قریش نے کان بھرے کہ محمدؐ کی زبان میں جادو ہے۔ طفیل نے اس خیال سے کہ کہیں حضورؐ کی آواز کانوں میں نہ پڑ جائے اپنے دونوں کانوں میں روئی ٹھونس لی۔

ایک دن انہوں نے حرم میں حضورؐ کو نماز پڑھتے دیکھا تو انہیں یہ منظر اچھا لگا۔ دل میں خیال آیا، سنوں تو سہی وہ کیا پڑھتے ہیں؟ میں خود شاعر ہوں۔ ہر قسم کے کلام کو پرکھ سکتا ہوں۔

یہ خیال آتے ہی کانوں سے روئی نکال پھینکی اور قراءت سننے لگے۔ قرآن نے دل پر اثر کیا۔ جب نماز کے بعد حضورؐ اپنے گھر تشریف لے جا رہے تھے، تو یہ بھی آپؐ کے پیچھے چل دیے۔ ملاقات پر عرض کیا کہ قریش نے آپؐ کے بارے میں کچھ اور باتیں کہی تھیں۔ آپؐ اپنی تعلیمات بیان فرمائیں۔ آپؐ نے قرآنِ مجید کی تلاوت شروع کر دی۔ قرآن سن کر کہنے لگے:

"میرے کانوں نے اس سے بہتر کلام آج تک نہیں سنا۔"

اس کے بعد وہ ایمان لائے۔

4۔ اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ:

اسعد بن زرارہ مدینے کا مشہور سردار تھا۔ ایک دن وہ گھر سے مسلح ہو کر نکلا تا کہ اسلام کے مبلغ اوّل حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو شہر سے باہر نکال دے۔ اس نے حضرت مصعب

کی زبان سے قرآن کی چند آیتیں سنیں اور ان کے ہاتھ پر اسلام لایا۔

5۔ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ:

ثمامہ بھی اثالؓ کا کہنا ہے کہ میرے لیے حضرت محمد ﷺ سے بڑھ کر کوئی شخص اور مدینے سے بڑھ کر کوئی مقام قابل نفرت نہ تھا، مگر جب اس شخص نے دو دن کسی سے قرآنِ مجید سنا۔ پھر اس نے حضورؐ کے پاس حاضر ہو کر اسلام قبول کیا۔

6۔خالد بن عقبہ رضی اللہ عنہ:

عرب کا ایک مشہور شاعر خالد بن عقبہؓ نے جب قرآن سنا تو حیران رہ گیا۔ اس نے قرآن کے بارے میں یہ کہا کہ:

"خدا کی قسم! اس میں عجیب شرینی ہے۔ اس میں عجیب تازگی ہے۔ اس کی جڑیں سیراب ہیں۔ اس کی شاخیں پھل سے لدی ہوئی ہیں۔ یہ کسی بشر کا کلام نہیں۔

7۔حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ:

حضرت ابوطلحہ انصاری نے جب قرآن کی یہ آیت سنی کہ:

﴿ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۝ ﴾ [آل عمران:92]

"تم نیکی کا اعلیٰ درجہ حاصل نہیں کر سکتے، جب تک اللہ کی راہ میں اپنا پسندیدہ مال خرچ نہ کرو۔"

تو اس سے متاثر ہو کر انہوں نے اپنا سب سے قیمتی باغ اللہ کی راہ میں صدقہ (وقف) کر دیا تھا۔

8۔لبید بن ربیعہ عامری رضی اللہ عنہ:

یہ عرب کا چوٹی کا شاعر تھا۔ یہ معلقہ کا شاعر ہے۔ اس نے بھی قرآن سن کر اسلام قبول کیا تھا۔

ایک بار وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملنے آئے، تو امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کی دلجوئی کے لیے ان سے کچھ اشعار سننے کی فرمائش کی۔ اس پر لبیدؓ بولے:

((اَبَعْدَ الْقُرْآنِ ؟))

''کیا قرآن کے بعد بھی اس کی ضرورت ہے؟''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خوش ہو کر ان کے سالانہ وظیفے میں اضافہ کر دیا۔

9۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ:

مشہور صحابی حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بھی قرآن سن کر ایمان لائے تھے۔

10۔ حضرت انیس رضی اللہ عنہ:

حضرت انیس رضی اللہ عنہ بہت اچھے شاعر تھے۔ یہ بھی قرآن سن کر مسلمان ہوئے تھے۔

11۔ حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ:

حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ نے بھی قرآن سن کر اسلام قبول کیا تھا۔

12۔ حضرت حماد ازدی رضی اللہ عنہ:

یہ پہلے یمن کے مشہور جادوگر تھے۔ پھر قرآن سے متاثر ہو کر مسلمان ہو گئے تھے۔

ب...... ایمان نہ لانے والوں پر قرآن کا اثر

کچھ لوگ ایسے جو مسلمان تو نہیں ہوئے، لیکن قرآنِ مجید سے بہت متاثر تھے۔ ان میں سے چند ایک کی تفصیل یہ ہے:

1۔ قریش کے بڑے بڑے سردار جو دوسرے لوگوں کو قرآن سننے سے منع کرتے تھے، خود چھپ چھپ کر قرآن سنا کرتے تھے۔

ابوجہل بن ہشام، ابوسفیان بن حرب اور اخنس بن شریق تینوں قریش کے سردار تھے۔

ان میں سے ہر ایک نے لگا تار تین راتیں میں حضورؐ کو قرآن پڑھتے سنا اور ہر بار راستے سے ایک دوسرے کو پہچان کر شرمندہ ہوتے رہے۔

2۔ ولید بن مغیرہ قریش کا بڑا سردار تھا۔ جس کا ذکر سورۂ مدثر میں بھی آیا ہے۔ اسے اسلام سے سخت دشمنی تھی۔ اس کے سامنے حضورؐ نے قرآن کی تلاوت کی تھی، جس سے متاثر ہو کر اس نے یہ کہا تھا کہ:

"یہ شاعری نہیں ہے۔ نہ یہ کہانت ہے۔ اس کلام میں حلاوت اور لذت ہے۔ اس کی جڑیں گہری ہیں اور ڈالیاں پھل دار ہیں۔"

3۔ عتبہ بن امیہ بھی قریش کا بڑا اخرانٹ اور جہاں دیدہ سردار تھا۔ اس کے قرآن سے متاثر ہونے کا واقعہ یوں بیان کیا گیا ہے کہ:

ایک دن قریش کے تمام سردار خانہ کعبہ کے صحن میں بیٹھے تھے۔ سب نے اسے اپنا نمائندہ بنا کر حضورؐ کے پاس بھیجا۔ آپؐ اس وقت خانہ کعبہ میں تشریف فرما تھے۔ عتبہ آپؐ کے پاس آیا اور کہنے لگا:

"اے بھتیجے! تمہارا تعلق ایک اچھے خاندان سے ہے، لیکن تم نے اپنی قوم کے لیے کیا مصیبت کھڑی کر دی ہے؟ تم نے قریش کے گھر گھر میں جدائی ڈال دی۔ تم ہمارے معبودوں کو برا کہتے ہو۔ ہمارے باپ دادا کے دین کو غلط قرار دیتے ہو۔ آخر تم چاہتے کیا ہو؟

بھتیجے! اگر تمہیں مال و دولت چاہیے تو ہم سب مل کر تمہیں مالا مال کر دیں۔ بادشاہی چاہیے تو ہم تمہیں اپنا سردار مان لیتے ہیں۔ کوئی حسین عورت چاہیے تو وہ بھی حاضر کر سکتے ہیں۔ اگر ان چیزوں میں سے کوئی چیز نہیں تو پھر اگر تمہیں کسی جن یا آسیب کا سایہ ہے تو ہم جھاڑ پھونک سے علاج بھی کرا دیتے ہیں۔"

یہ سن کر حضورؐ نے جواب میں سورۂ حم السجدہ کی تلاوت شروع فرما دی۔ عتبہ غور سے سنتا

رہا۔ جب آپؐ اس سورت کی 13 ویں آیت پر پہنچے، جس میں عاد و ثمود پر عذاب کا ذکر ہے تو عتبہ نے بے اختیار آپؐ کے منہ پر ہاتھ رکھ کر عرض کیا:

''خدا کے لیے اپنی قوم پر رحم کرو۔''

بعد میں اس نے قریش سے بیان کیا کہ محمدؐ کی زبان سے جو بات نکلتی ہے وہ پوری ہو کر رہتی ہے۔ میں قرآن سن کر ڈر گیا تھا کہ کہیں ہم پر اچانک عذاب نہ ٹوٹ پڑے۔ حضورؐ نے سورۂ حم السجدہ کی کل 38 آیات کی تلاوت فرمائی اور آخر میں سجدۂ تلاوت کیا۔

تلاوت کے بعد حضورؐ نے عتبہ سے کہا:

''اے ابوالولید! تم نے میرا جواب سن لیا ہے۔ اب تم جانو اور تمہارا کام۔''

عتبہ واپس قریش کے سرداروں کے پاس آیا اور خاموشی سے ان کے پاس بیٹھ گیا۔

سرداروں نے پوچھا: ''کیا بات چیت ہوئی؟'' عتبہ نے صاف صاف کہہ دیا:

''اے قریش کے فرزندو! میں نے جو کلام سنا ہے۔ اس جیسا پہلے کبھی نہیں سنا۔ خدا کی قسم! وہ کلام نہ تو شاعری ہے اور نہ جادوگری، اور نہ کہانت۔ میں ان سب چیزوں سے واقف ہوں، اگر میری مانو تو اس شخص کو اس کے حال پر چھوڑ دو اور اس کے پیچھے نہ پڑو۔ میں سمجھتا ہوں یہ کلام اثر کیے بغیر نہ رہے گا۔ اگر اس شخص پر عرب غالب آ گئے تو اس کا خاتمہ ہو جائے گا اور اگر یہ ان پر غالب آ گیا تو اس میں اس کی عزت تمہاری عزت ہوگی۔''

مگر سرداروں نے عتبہ کی اس بات کو مذاق میں اُڑا دیا۔

9۔ سچی پیش گوئیاں (True Fortellings):

قرآنِ مجید نے اپنے نزول کے وقت کئی امور و واقعات کے بارے میں پیش گوئی کی تھی۔ اس کی تمام پیش گوئیاں حرف بحرف سچی ثابت ہوئیں۔ ابھی آئندہ زمانے کے لیے بھی قرآنِ مجید کی کئی پیش گوئیاں موجود ہیں جن کا پورا ہونا ابھی باقی ہے۔ ان شاء اللہ یہ سب پیش

گوئیاں بھی اپنے اپنے وقت پر پوری ہو کر رہیں گی۔

مثال کے طور پر قرآن کی دو پیش گوئیاں جو پوری ہوئیں حسب ذیل ہیں:

1۔ قرآن نے یہ پیش گوئی کی تھی کہ اگر کفار مکہ نے محمد ﷺ کو وطن چھوڑنے پر مجبور کیا تو خود ان کو بھی بہت جلد دنیا چھوڑنی پڑے گی۔ یہ پیش گوئی جنگ بدر اور فتح مکہ کے موقعوں پر پوری ہو گئی۔

قرآن کا ارشاد ہے:

﴿ وَإِنْ كَادُوا لَيَسْتَفِزُّونَكَ مِنَ الْأَرْضِ لِيُخْرِجُوكَ مِنْهَا وَإِذًا لَّا يَلْبَثُونَ خِلَافَكَ إِلَّا قَلِيلًا ۝ ﴾ [بنی اسرائیل:76]

"اور اے نبیؐ! یہ کافر لوگ تو اس بات پر بھی تلے ہوئے ہیں کہ اس سرزمین سے آپؐ کے قدم اُکھاڑ دیں اور آپ کو یہاں سے نکال دیں۔ لیکن اگر وہ ایسا کریں گے، تو پھر آپؐ کے بعد وہ بھی زیادہ دیر یہاں نہیں رہ سکیں گے۔"

2۔ قرآن نے ایرانیوں کی رومیوں پر فتح ہونے کے موقع پر یہ پیش گوئی کی تھی کہ چند برسوں کے اندر اندر رومی دوبارہ ایرانیوں پر فتح حاصل کر لیں گے۔ یہ پیش گوئی بھی پوری ہوئی۔

درج ذیل قرآنی آیات میں اسی واقعے اور پیش گوئی کی طرف اشارہ ہے:

﴿ غُلِبَتِ الرُّومُ ۝ فِي أَدْنَى الْأَرْضِ وَهُمْ مِنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُونَ ۝ فِي بِضْعِ سِنِينَ ط ﴾ [الروم:3-2]

"رومی مغلوب ہو گئے ہیں، قریب کے علاقے میں۔ مگر وہ اپنی مغلوبیت کے بعد عنقریب غالب آئیں گے، چند برسوں میں۔"

باب 3

احادیث میں قرآن کے فضائل

صحیح احادیث میں بھی قرآنِ مجید کے بہت سے فضائل بیان ہوئے ہیں۔ اس سلسلے میں احادیث ذیل میں درج کی جاتی ہیں:

حدیث نمبر:1

عَنْ عُثْمَانَ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

((خَيْرُكُمْ مَّنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ))

[صحیح بخاری، ابو داود، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ]

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔“

وضاحت:

اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جو شخص پہلے خود قرآن کی تعلیم حاصل کرے اور پھر دوسروں کو اس کی تعلیم دے وہ سب سے بہتر انسان ہے۔

حدیث نمبر:2

عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

((اَلْمَاهِرُ بِالْقُرْآنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ ، وَالَّذِیْ يَقْرَءُ الْقُرْآنَ وَيَتَتَعْتَعُ فِيْهِ وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ لَّهٗ اَجْرَانِ))

[صحیح بخاری، ابو داود، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”قرآن کا ماہر، قرآن لکھنے والے معزز اور پاکیزہ فرشتوں کے ساتھ ہوگا۔ اور جو شخص قرآن کو اٹک اٹک کر بڑی مشکل سے پڑھتا ہے، اس کے لیے دہرا اجر ہے۔“

وضاحت:

قرآنِ مجید میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس قرآن کو وہ فرشتے لکھتے ہیں جو بڑے معزز اور پاکیزہ ہیں۔ اس لیے فرمایا جو شخص قرآنِ مجید کا علم حاصل کرے، اس میں مہارت اور بصیرت پیدا کرے وہ ان فرشتوں کے برابر مقام ومرتبہ حاصل کرلے گا۔

بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ قرآن کو بغیر سمجھے پڑھنا فضول اور بے فائدہ ہے۔ لیکن یہ خیال درست نہیں۔ قرآنِ مجید کی تلاوت کا بھی فائدہ اور ثواب ہے، خواہ اس کا مطلب سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔ اس کا ثبوت اس حدیث (ملاحظہ ہو حدیث نمبر 10) سے بھی ہوتا ہے، جسے امام ترمذی اور امام دارمی نے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر: 3

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ:

((لَا حَسَدَ اِلَّا عَلَى اثْنَيْنِ: رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْاٰنَ فَهُوَ يَقُوْمُ بِهٖ اٰنَاءَ الَّيْلِ وَاٰنَاءَ النَّهَارِ وَرَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ اٰنَاءَ الَّيْلِ وَاٰنَاءَ النَّهَارِ)) [بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، مشکوٰۃ]

ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”دو قسم کے آدمی رشک کے قابل ہیں۔ ایک وہ جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن کا علم دیا ہو، وہ اسے دن رات کے اوقات میں پڑھنے کے لیے کھڑا ہو۔ دوسرا وہ جسے اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو اور وہ دن رات کے اوقات میں اسے اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہو۔“

حدیث نمبر: 4

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ:

((مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِیْ یَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ مَثَلُ الْاُتْرُجَّةِ رِیْحُهَا طَیِّبٌ وَّ طَعْمُهَا طَیِّبٌ ، وَمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِیْ لَا یَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ مَثَلُ التَّمْرَةِ لَا رِیْحَ لَهَا وَطَعْمُهَا حُلْوٌ ، وَّمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِیْ لَا یَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ کَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ لَیْسَ لَهَا رِیْحٌ وَّ طَعْمُهَا مُرٌّ وَّ مَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِیْ یَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ مَثَلُ الرَّیْحَانَةِ رِیْحُهَا طَیِّبٌ وَّطَعْمُهَا مُرٌّ))

[بخاری، مسلم، نسائی، ابن ماجه، مشکوٰة]

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو مسلمان قرآن پڑھتا ہے، اس کی مثال ترنج کے پھل جیسی ہے، جس کی خوشبو بھی اچھی ہے اور مزہ بھی عمدہ ہے۔ جو مسلمان قرآن نہیں پڑھتا وہ کھجور کی طرح ہے، جس کی خوشبو نہیں اگرچہ ذائقہ اچھا ہے۔ جو منافق قرآن نہیں پڑھتا وہ حنظل (ایلوے یا تمے) کی طرح ہے، جس کا ذائقہ کڑوا اور خوشبو کچھ نہیں۔ اور جو منافق قرآن پڑھتا ہے، اس کی مثال خوشبودار پھول کی ہے، جس کی خوشبو اچھی مگر ذائقہ کڑوا ہے۔''

حدیث نمبر:5

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم:

((مَا اَذِنَ اللّٰهُ لِشَیْءٍ مَّا اَذِنَ لِنَبِیٍّ یَّتَغَنّٰی بِالْقُرْاٰنِ))

[صحیح بخاری، صحیح مسلم]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کسی آواز کی طرف اتنا متوجہ نہیں ہوتا، جتنا وہ اس نبی کی آواز کی طرف متوجہ ہوتا ہے جو کلامِ الٰہی پڑھتا ہے۔''

حدیث نمبر:6

((عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: وَنَحْنُ

فِي الصُّفَّةِ فَقَالَ اَيُّكُمْ يُحِبُّ اَنْ يَّغْدُوَ كُلَّ يَوْمٍ اِلٰى بُطْحَانَ اَوِ الْعَقِيْقِ فَيَاْتِيَ بِنَاقَتَيْنِ كُوْمَاوَيْنِ فِيْ غَيْرِ اِثْمٍ وَّلَا قَطْعِ رَحِمٍ؟ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كُلُّنَا نُحِبُّ ذٰلِكَ۔ قَالَ اَفَلَا يَغْدُوْ اَحَدُكُمْ اِلَى الْمَسْجِدِ فَيُعَلِّمُ اَوْ يَقْرَءُ اٰيَتَيْنِ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ نَّاقَتَيْنِ وَ ثَلَاثٌ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ ثَلَاثٍ وَّ اَرْبَعٌ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَرْبَعٍ وَمِنْ اَعْدَادِهِنَّ مِنَ الْاِبِلِ))

[مسلم، ابو داؤد، مشکوٰۃ]

”عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے باہر تشریف لائے اور ہم لوگ صفہ میں بیٹھے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: ”تم میں سے کون ہے جو یہ پسند کرے کہ صبح کے وقت بطحان یا عقیق کے بازار میں جائے اور دو عمدہ اونٹنیاں لے آئے اُس کا یہ کام نہ تو گناہ کے ذریعے ہو اور نہ قطع رحمی کر کے۔“ صحابہ نے عرض کیا: یہ تو ہم میں سے ہر ایک کو پسند ہے۔ پھر حضورؐ نے فرمایا: کہ تم میں سے کسی شخص کا مسجد میں جا کر دو آیتیں سکھانا یا پڑھنا اس سے بہتر ہے کہ اسے روزانہ دو اونٹنیاں ملیں۔ اسی طرح تین اونٹنیوں کے بدلے میں تین آیتیں بہتر ہیں۔ اور چار اُونٹنیوں کے مقابلے میں چار آیتیں بہتر ہیں۔ اسی طرح جتنی آیتیں پڑھے وہ اتنی ہی اونٹنیوں سے بہتر ہیں۔“

حدیث نمبر: 7

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم:

((اِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ اَقْوَامًا وَّ يَضَعُ بِهٖ اٰخَرِيْنَ))

[صحیح مسلم، مشکوٰۃ]

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”بے شک اللہ تعالیٰ اس کتاب (قرآن) کے ذریعے کچھ لوگوں کو بلندی عطا فرمائے

گا اور کچھ لوگوں کو گرائے گا۔''

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ قرآنِ مجید کے علمبردار بن کر کھڑے ہوں گے اور اس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں گے اللہ تعالیٰ اُن کو ترقی دے گا۔ دنیا اور آخرت میں سربلندی عطا فرمائے گا۔ لیکن جو لوگ قرآنِ مجید کو لے کر بیٹھ رہیں گے۔ اس کے مطابق عمل نہیں کریں گے، وہ زوال کا شکار ہوں گے۔ ان کے لیے نہ دنیا میں سربلندی اور نہ آخرت میں سرخروئی۔

حدیث نمبر:8

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

((يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْاٰنِ اِقْرَءْ وَارْتَقِ وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا فَاِنَّ مَنْزِلَكَ عِنْدَ اٰخِرِ اٰيَةٍ تَقْرَءُهَا))

[سنن نسائی، ابو داود، ترمذی، مسند احمد، ابن ماجه، ابن حبان، مشکوٰۃ]

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص دنیا میں قرآن پڑھتا رہتا تھا اُسے (قیامت کے دن) کہا جائے گا کہ قرآن پڑھتا جا اور بلندی کی طرف چڑھتا جا۔ اسی انداز سے ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جیسے دنیا میں پڑھتا تھا۔ تیری منزل وہ آخری آیت ہوگی، جہاں تک تو پڑھتا جائے گا۔''

وضاحت:

اس حدیث میں ایسے شخص کے لیے جنت میں اعلیٰ مقام و مرتبہ کا ذکر ہے، جو قرآنِ مجید سے خاص شغف رکھتا ہو اور قرآن کے پڑھنے اور اسے سمجھنے میں ہر وقت مشغول رہتا ہو۔

حدیث نمبر:9

عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

((يَا اَبَا الْمُنْذِرِ ، اَتَدْرِیْ اَیُّ اٰیَةٍ مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰی مَعَكَ اَعْظَمُ؟

قُلْتُ : اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ.

قَالَ : يَا اَبَا الْمُنْذِرِ ! اَتَدْرِیْ اَیُّ اٰیَةٍ مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰی مَعَكَ اَعْظَمُ؟

قُلْتُ : ﴿ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ﴾

قَالَ : فَضَرَبَ فِیْ صَدْرِیْ وَقَالَ : " لِيَهْنِكَ الْعِلْمُ يَا اَبَا الْمُنْذِرِ . ")) [مسلم]

حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اے ابو منذر! کیا تمہیں معلوم ہے، اللہ تعالیٰ کی کتاب میں کون سی آیت سب سے عظیم ہے؟

میں نے جواب دیا: اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔

آپ نے پھر فرمایا: اے ابو منذر! اللہ تعالیٰ کی کتاب میں سب سے زیادہ فضیلت والی آیت کون سی ہے؟

میں نے عرض کیا: ﴿ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ﴾ یعنی آیۃ الکرسی۔

حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ سن کر آپ نے میرے سینے پر ہاتھ مار کر فرمایا:

اے ابو منذر! تجھے علم مبارک ہو۔''

وضاحت:

اس حدیث کے راوی ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو منذر ہے۔ آپ کا شمار ان صحابہ کرام میں ہوتا ہے جو قرآن کے سب سے زیادہ عالم تھے۔

آیت الکرسی کی یہ عظمت اور اہمیت اس وجہ سے ہے کہ اس میں توحید کا مضمون بڑی تفصیل سے بیان ہوئی ہے۔

قرآنِ مجید کی تعلیم کا بنیادی مقصد اللہ تعالیٰ کی پہچان اور معرفت ہے۔اس لحاظ سے دیکھا جائے تو جس آیت میں توحید سب سے زیادہ بیان ہوئی ہو اسے سب سے زیادہ فضیلت والی اور عظیم آیت ہونا چاہیے۔آیت الکرسی میں یہ خصوصیت مکمل طور پر موجود ہے۔اس لیے وہ قرآنِ مجید کی سب سے افضل آیت ہے۔

حدیث نمبر:10

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

((مَنْ قَرَءَ حَرْفًا مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ فَلَهٗ بِهٖ حَسَنَةٌ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا. لَا اَقُوْلُ الٓمّٓ حَرْفٌ ، اَلِفٌ حَرْفٌ وَّ لَامٌ حَرْفٌ وَّ مِيْمٌ حَرْفٌ.))

[ترمذی،دارمی]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جس نے قرآن کا ایک لفظ پڑھا اسے دس نیکیوں کا ثواب ملے گا۔میں یہ نہیں کہتا کہ الٓمّٓ ایک لفظ ہے بلکہ الف ایک لفظ ہے،لام ایک لفظ ہے اور میم ایک لفظ ہے۔“

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرآنِ مجید وہ بابرکت کلام ہے،جس کو بے سمجھے پڑھنے کا بھی ثواب ہے۔کیونکہ حدیث میں جو مثال دی گئی ہے،وہ حروف مقطعات کی دی گئی ہے،جن کا مطلب کوئی شخص نہیں جانتا خواہ وہ کتنا بڑا عالم ہی کیوں نہ ہو۔اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ قرآنِ مجید کو بغیر سمجھے پڑھنا اور اسی کی تلاوت کرنا بھی فائدے،برکت اور ثواب سے خالی نہیں۔یہ ہر اعتبار سے ایک برکت والی کتاب ہے۔

حدیث نمبر:11

عَنْ مُعَاذِ بْنِ الْجُهَنِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

((مَنْ قَرَءَ الْقُرْاٰنَ وَعَمِلَ بِمَا فِيْهِ اُلْبِسَ وَالِدَاهُ تَاجًا يَّوْمَ الْقِيَامَةِ. ضَوْءُهٗ اَحْسَنُ مِنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ فِيْ بُيُوْتِ الدُّنْيَا لَوْ كَانَتْ فِيْكُمْ. فَمَا ظَنُّكُمْ

بِالَّذِیْ عَمِلَ بِھٰذَا؟)) [ابو داؤد، مسند احمد، حاکم]

حضرت معاذ جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جو شخص قرآن پڑھتا ہے اور اس کے مطابق عمل کرتا ہے، تو قیامت کے دن اس کے والدین کو ایک تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی ایسی ہوگی کہ اگر سورج بھی تمہارے گھروں میں اتر آئے تو وہ اس کی روشنی سے عمدہ ہوگی۔ پھر تمہارا کیا خیال ہے کہ جو شخص خود قرآن کے مطابق عمل کرنے والا ہے اس کی شان کیا ہوگی؟“

حدیث نمبر:12

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ:

((تَعَلَّمُوا الْقُرْاٰنَ فَاقْرَءُ وْہُ فَاِنَّ مَثَلَ الْقُرْاٰنِ لِمَنْ تَعَلَّمَ فَقَرَءَ وَقَامَ بِہٖ کَمَثَلِ جِرَابٍ مَّحْشُوٍّ مِّسْکًا تَفُوْحُ رِیْحُہٗ کُلَّ مَکَانٍ. وَمَثَلُ مَنْ تَعَلَّمَہٗ فَرَقَدَ وَھُوَ فِیْ جَوْفِہٖ کَمَثَلِ جِرَابٍ اُوْکِیَ عَلٰی مِسْکٍ.))

[نسائی، ترمذی، ابن ماجہ، صحیح ابن حبان]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”قرآن سیکھو۔ پھر اسے پڑھو۔ جو شخص قرآن سیکھتا ہے، پھر اُسے پڑھتا ہے اور تہجد میں اسے پڑھتا ہے، اس کی مثال اس تھیلی کی سی ہے جو مشک سے بھری ہوئی ہو۔ جس کی خوشبو ہر طرف پھیلتی ہو۔ لیکن جو شخص اسے سیکھے اور پھر سو جائے تو اس کی مثال اس مشک کی تھیلی کی ہے جس کا منہ بند (Seal) کر دیا گیا ہو۔“

حدیث نمبر:13

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ:

((اِنَّ الَّذِیْ لَیْسَ فِیْ جَوْفِہٖ شَیْءٌ مِّنَ الْقُرْاٰنِ کَالْبَیْتِ الْخَرِبِ.))

[ترمذی، دارمی، حاکم]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس (شخص کے) دل میں قرآن کا کوئی حصہ محفوظ نہیں وہ ویران گھر کی طرح ہے۔''

وضاحت:

اس حدیث میں قرآنِ مجید کے حفظ اور اُسے یاد کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔

حدیث نمبر:14

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

((اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اِذَا رَجَعَ اِلٰى اَهْلِهٖ اَنْ يَجِدَ فِيْهِ ثَلَاثَ خَلِفَاتٍ عِظَامٍ سِمَانٍ؟

قُلْنَا نَعَمْ.

قَالَ: فَثَلَاثُ اٰيَاتٍ يَقْرَءُ بِهِنَّ اَحَدُكُمْ فِیْ صَلَاتِهٖ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ ثَلَاثِ خَلِفَاتٍ عِظَامٍ سِمَانٍ.)) [صحیح مسلم]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''کیا تم میں سے کوئی شخص یہ چاہتا ہے کہ جب وہ اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ کر آئے تو وہ دیکھے کہ اس کے ہاں تین حاملہ موٹی اونٹنیاں کھڑی ہوں؟

ہم نے عرض کیا: جی ہاں! یہ چاہتے ہیں۔

فرمایا: تین آیتیں جو تم میں سے کوئی شخص اپنی نماز میں پڑھے، یہ اس کے لیے اس سے زیادہ بہتر ہیں کہ وہ اپنے گھر پر تین ایسی حاملہ موٹی اونٹنیاں پائے۔''

وضاحت:

اس حدیث میں عربوں کے پسندیدہ مال حاملہ موٹی اونٹنیوں کی مثال دی گئی کہ اگر تم نماز میں قرآنِ مجید کی تین آیتیں پڑھ لو تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تمہارے گھر پر مفت کی تین اونٹنیاں

آ کھڑی ہوں۔

حدیث نمبر:15

((عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَوْصِنِیْ. قَالَ: عَلَیْكَ بِتَقْوَی اللّٰہِ فَاِنَّہٗ رَأْسُ الْاَمْرِ کُلِّہٖ. قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ زِدْنِیْ. قَالَ: عَلَیْكَ بِتِلَاوَۃِ الْقُرْاٰنِ فَاِنَّہٗ نُوْرٌ لَّكَ فِی الْاَرْضِ وَذُخْرٌ لَّكَ فِی السَّمَاءِ))

[صحیح ابن حبان]

''حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے کوئی نصیحت فرمائیں؟

فرمایا: اللہ سے ڈرتے رہو۔ یہ ہر معاملے کی جڑ ہے۔

میں نے عرض کیا: کچھ مزید ارشاد ہو؟

فرمایا: قرآن کی تلاوت کیا کر۔ یہ تیرے لیے زمین (دنیا) میں نور ہے اور تیرے لیے آسمان (آخرت) میں ذخیرہ ہے۔''

وضاحت:

اس حدیث میں تقویٰ اور تلاوت قرآن کی تاکید فرمائی گئی ہے۔

حدیث نمبر:16

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ:

((مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِیْ بَیْتٍ مِّنْ بُیُوْتِ اللّٰہِ یَتْلُوْنَ کِتَابَ اللّٰہِ وَ یَتَدَارَسُوْنَہٗ بَیْنَھُمْ اِلَّا نَزَلَتْ عَلَیْھِمُ السَّکِیْنَۃُ وَغَشِیَتْھُمُ الرَّحْمَۃُ وَحَفَّتْھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَذَکَرَھُمُ اللّٰہُ فِیْمَنْ عِنْدَہٗ.)) [مسلم، ابوداؤد]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو لوگ اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہو کر اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں اور اسے پڑھتے پڑھاتے ہیں، اُن پر سکینت نازل ہوتی ہے۔ رحمت اُن کو ڈھانپ لیتی ہے۔ رحمت کے فرشتے اُن کو گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرشتوں کی مجلس میں اُن لوگوں کا تذکرہ فرماتا ہے۔"

حدیث نمبر:16

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم:

((اِنَّ لِلّٰهِ اَهْلِيْنَ مِنَ النَّاسِ. قَالُوْا مَنْ هُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ اَهْلُ الْقُرْاٰنِ هُمْ اَهْلُ اللّٰهِ وَخَاصَّتُهٗ.))[نسائی،ابن ماجہ،حاکم،مسند احمد]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لوگوں سے کچھ خاص اللہ والے ہیں۔

عرض کیا گیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کون ہیں؟

فرمایا: قرآن والے۔ وہی اللہ والے ہیں اور اُس کے خاص بندے ہیں۔"

حدیث نمبر:17

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ:

((قَسَمْتُ الصَّلٰوةَ بَيْنِیْ وَبَيْنَ عَبْدِیْ نِصْفَيْنِ، وَلِعَبْدِیْ مَا سَئَلَ. فَاِذَا قَالَ الْعَبْدُ (اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ) قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: حَمِدَنِیْ عَبْدِیْ. وَاِذَا قَالَ (اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ) قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: اَثْنٰى عَلَیَّ عَبْدِیْ. وَاِذَا قَالَ (مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ) قَالَ اللّٰهُ: مَجَّدَنِیْ عَبْدِیْ (وَقَالَ مَرَّةً: فَوَّضَ اِلَیَّ عَبْدِیْ.) فَاِذَا قَالَ (اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ) قَالَ: هٰذَا بَيْنِیْ وَبَيْنَ عَبْدِیْ، وَلِعَبْدِیْ مَاسَئَلَ. فَاِذَا قَالَ (اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا

الضَّآلِّيْنَ o) قَالَ: هٰذَا لِعَبْدِیْ، وَلِعَبْدِیْ مَا سَئَلَ۔))

[صحیح مسلم، نسائی، ترمذی، مؤطا، ابن ماجه]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''میں نے نماز (سورۂ فاتحہ) کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان آدھا آدھا تقسیم کر رکھا ہے۔ میرے بندے کو وہ کچھ ملے گا جو اس نے مانگا۔ جب بندہ کہتا ہے (اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ) تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری تعریف کی۔ پھر جب وہ (اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ) کہتا ہے تو اللہ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری حمد وثنا بیان کی۔ پھر جب وہ کہتا ہے (مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ) تو اللہ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی۔ (اور ایک مرتبہ یہ فرمایا کہ میرے بندے نے اپنے آپ کو میرے سپرد کر دیا۔) پھر جب وہ (اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ) کہتا ہے تو اللہ فرماتا ہے یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان مشترک (Common) ہے اور میرے بندے کو وہ کچھ ملے گا جو اس نے مانگا ہے۔ پھر جب وہ (اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ o) کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ میرے بندے کے لیے ہے اور میرے بندے کو وہ کچھ ملے گا جو اس نے مانگا ہے۔''

حدیث نمبر: 19

((عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: اِنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّیْ اُحِبُّ هٰذِهِ السُّوْرَةَ ﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ o ﴾

قَالَ: اِنَّ حُبَّكَ اِيَّاهَا اَدْخَلَكَ الْجَنَّةَ۔)) [ترمذی]

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! مجھے ﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ o ﴾ والی سورت بہت محبوب ہے۔

آپؐ نے فرمایا: اس سورت سے تیری محبت تجھے جنت میں داخلہ دلوائے گی۔"

نوٹ: ...... اسی مضمون کی حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں بھی آئی ہے۔ جس کی روایت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کی ہے۔

حدیث نمبر:20

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

((اَ یَعْجِزُ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّقْرَءَ فِیْ لَیْلَةٍ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ.

قَالُوْا: وَ کَیْفَ یَقْرَءُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ؟

قَالَ: ﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ﴾ یَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ.)) [صحیح مسلم]

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"کیا تم میں سے کوئی شخص روزانہ رات کو قرآن کے تیسرے حصے کی تلاوت نہیں کر سکتا؟

صحابہ کرام نے عرض کیا: قرآن کا تیسرا حصہ کیسے پڑھا جا سکتا ہے؟

آپؐ نے فرمایا: ﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ﴾ والی سورت کا پڑھنا قرآن کے تیسرے حصے کے برابر ہے۔"

حدیث نمبر:21

((عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُعَلّٰی رضی اللہ عنہ قَالَ: کُنْتُ اُصَلِّیْ فِی الْمَسْجِدِ فَدَعَانِی النَّبِیُّ ﷺ فَلَمْ اُجِبْهُ حَتّٰی صَلَّیْتُ ثُمَّ اَتَیْتُهٗ ، فَقُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنِّیْ کُنْتُ اُصَلِّیْ ، قَالَ: اَلَمْ یَقُلِ اللّٰهُ:

" اِسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ."

ثُمَّ قَالَ: اَلَا اُعَلِّمُكَ اَعْظَمَ سُوْرَةٍ فِی الْقُرْاٰنِ قَبْلَ اَنْ تَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ؟ فَاَخَذَ بِیَدِیْ ، فَلَمَّا اَرَدْنَا اَنْ نَّخْرُجَ قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّكَ قُلْتَ لَاُعَلِّمَنَّكَ اَعْظَمَ سُوْرَةٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ. قَالَ: ﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ

الْعٰلَمِيْنَ o ﴾ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِيْ ، وَالْقُرْآنُ الْعَظِيْمُ الَّذِيْ أُوْتِيْتُهُ.))

[صحیح بخاری]

''حضرت ابوسعید بن معلّٰی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں مسجد نبویؐ میں نماز ادا کر رہا تھا کہ مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا، مگر میں نہ آیا۔ پھر آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسولؐ! میں نماز پڑھ رہا تھا۔ آپؐ نے فرمایا: کیا یہ اللہ کا فرمان نہیں ہے کہ جب تمہیں اللہ اور اس کا رسولؐ بلائے تو آ جاؤ۔ پھر فرمایا کہ میں تجھے مسجد سے نکلنے سے پہلے قرآن کی سب سے عظیم سورت کا نام بتاؤں گا۔ پھر آپؐ نے میرا ہاتھ پکڑا اور جب ہم نے باہر نکلنے کا ارادہ کیا تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسولؐ! آپؐ نے فرمایا تھا کہ میں تجھے قرآن کی سب سے عظیم سورت بتاؤں گا۔ اس پر آپؐ نے فرمایا:

وہ سورت ﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ o ﴾ ہے۔ اس سورت کی سات آیتیں ہیں، جو بار بار پڑھی جاتی ہیں اور یہی قرآنِ عظیم ہے جو مجھے عطا ہوا ہے۔''

حدیث نمبر:22

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم :

((لَا تَجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ مَقَابِرَ ، إِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْفِرُ مِنَ الْبَيْتِ الَّذِيْ يُقْرَءُ فِيْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ.)) [صحیح مسلم]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ۔ یاد رکھو، شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے، جس میں سورۂ بقرہ کی تلاوت کی جاتی ہے۔''

حدیث نمبر:23

عَنِ الْبَرَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ:

((كَانَ رَجُلٌ يَقْرَءُ سُوْرَةَ الْكَهْفِ ، وَاِلٰى جَانِبِهٖ حِصَانٌ مَّرْبُوْطٌ بِشَطْنَيْنِ ، فَتَغَشَّتْهُ سَحَابَةٌ ، فَجَعَلَتْ تَدْنُوْ وَ تَدْنُوْ ، وَجَعَلَ فَرَسُهٗ يَنْفِرُ فَلَمَّا اَصْبَحَ اَتَى النَّبِيَّ ﷺ ، فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ ، فَقَالَ:

" تِلْكَ السَّكِيْنَةُ تَنَزَّلَتْ بِالْقُرْاٰنِ.")) [بخاری ومسلم]

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ:

"ایک شخص سورۂ کہف کی تلاوت کر رہا تھا۔ اس کے پہلو میں ایک گھوڑا دو رسوں سے بندھا ہوا تھا۔ اچانک اس شخص پر بادل کا سایہ ہوا۔ وہ بادل قریب سے قریب تر ہوتا گیا، جس سے اس کا گھوڑا بدکنے لگا۔ صبح ہونے پر اس آدمی نے نبی ﷺ کی خدمت میں یہ واقعہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا:

یہ (اللہ کی طرف سے) سکینت تھی جو قرآن کی تلاوت کے سبب نازل ہوئی۔"

حدیث نمبر:24

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :

((اِنَّ هٰذِهِ الْقُلُوْبَ تَصْدَءُ كَمَا يَصْدَءُ الْحَدِيْدُ اِذَا اَصَابَهُ الْمَآءُ. قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ: وَمَا جَلَآءُهَا. قَالَ كَثْرَةُ ذِكْرِ الْمَوْتِ وَتِلَاوَةُ الْقُرْاٰنِ.))

[شعب الایمان ، بیهقی]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"دلوں کو بھی زنگ (Rust) لگ جاتا ہے، جیسے لوہے کو پانی لگنے سے زنگ لگتا ہے۔

عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ! پھر ان کی صفائی کیسے ہو؟

فرمایا: موت کو کثرت سے یاد کرنا اور قرآن کی تلاوت کرنا۔"

وضاحت:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دلوں کے زنگ اور غفلت کو دور کرنے کے دو عمدہ طریقے ہیں ایک یہ کہ موت کو کثرت سے یاد کیا جائے، دوسرے یہ کہ قرآن مجید کی تلاوت کی جائے۔

باب 4

اسماءُ القرآن

قرآن کے کئی صفاتی نام ہیں جو خود قرآن میں مذکور ہیں۔ان ناموں سے اس کی عظمت ظاہر ہوتی ہے اور اس کی خوبیاں نمایاں ہوتی ہیں۔ذیل میں قرآن کے صفاتی ناموں کو حروف تہجی کے لحاظ سے بیان کیا جاتا ہے۔

1۔احسن الحدیث:

قرآنِ مجید کا ایک صفاتی نام ''احسن الحدیث'' ہے۔جس کے معنی ہیں: بہترین کلام، عمدہ بات۔

قرآنِ مجید سے بڑھ کر کوئی کلام بہترین اور عمدہ نہیں ہوسکتا، کیونکہ یہ اُس خالق کائنات کا کلام ہے جس کا کوئی شریک اور ثانی نہیں۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

﴿ اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتَابًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ ۖ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ﴾ [الزمر:23]

''اللہ نے یہ بہترین کلام اتارا ہے۔اس کے مضامین ہم رنگ اور تضاد سے پاک ہیں اور انہیں سمجھانے کے لیے بار بار دہرایا گیا ہے۔اسے سن کر ان لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔''

2۔امر:

قرآن کا ایک صفاتی نام ''امر'' ہے۔جس کے معنی ''حکم'' کے ہیں۔قرآن ان معنوں

میں امر یعنی حکم ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کے احکام بیان ہوئے ہیں، جن کی پابندی اس کے بندوں پر فرض ہے۔

چنانچہ فرمایا گیا کہ:

﴿ ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ اَنْزَلَهٗٓ اِلَيْكُمْ ط ﴾ [الطلاق:5]

''یہ اللہ کا حکم ہے، جسے اس نے تمہاری طرف نازل کیا ہے۔''

3۔ برہان:

قرآن کی ایک صفت ''برہان'' ہے۔ جس کے معنی ہیں: ''مضبوط اور روشن دلیل۔'' قرآن کے ''برہان'' ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ ایک مضبوط، روشن اور سچی دلیل ہے جو دل و دماغ کو متاثر کرتی ہے۔ ہر سوال کا جواب دیتی ہے۔ گویا وہ اپنی دلیل آپ ہے۔ ؎

آفتاب آمد دلیل آفتاب

﴿ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ۝ ﴾ [النّساء:174]

''اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک برہان یعنی دلیل آ چکی ہے اور ہم نے تمہاری طرف قرآن بھیجا ہے، جو واضح روشنی ہے۔''

4۔ بشریٰ:

یہ بھی قرآن کا ایک نام ہے، جس کے معنی ''خوش خبری'' کے ہیں۔ قرآن کے ''بشریٰ'' یعنی خوشخبری ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ وہ ایمان والوں کو جنت کی بشارت دیتا ہے۔ وہ ان کو ان کے اچھے اعمال کے بہتر بدلے اور ثواب کی خوشخبری دیتا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّ رَحْمَةً وَّ بُشْرٰى

لِلْمُسْلِمِيْنَ ۝ ﴾ [النحل:89]

"اور ہم نے یہ کتاب آپ پر نازل کی ہے، جو ہر چیز کو کھول دینے والی ہے، جو ہدایت، رحمت اور بشارت ہے فرماں برداروں کے لیے۔"

5۔ بشیر:

بشیر بھی قرآن کے صفاتی ناموں میں سے ایک ہے، جس کے معنی ہیں: خوشخبری دینے والا، بشارت دینے والا۔ یہ لفظ رسول اللہ ﷺ کی صفت کے طور پر بھی آیا ہے۔

قرآن ان معنوں میں بشیر یعنی خوشخبری دینے والا ہے کہ وہ انسان کو اس کے نیک اعمال کے نتیجے میں آخرت کی زندگی کی نعمتوں، آسائشوں اور جنت کی بشارت دینے والا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

﴿ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا ۚ ﴾

[حٰمٓ السجدة:3-4]

"یہ کتاب ہے جس کی آیتوں کو الگ الگ واضح کیا گیا ہے۔ یہ عربی زبان کا قرآن ہے، ان لوگوں کے لیے جو اسے جاننا چاہتے ہیں۔ یہ خوشخبری بھی دیتا ہے اور خبردار بھی کرتا ہے۔"

6۔ بصائر:

قرآن کا ایک نام "بصائر" بھی ہے، جو بصیرت کی جمع ہے اور اس کے معنی ہیں: "سوجھ بوجھ، علم کی روشنی اور کھلی حقیقت۔"

قرآنِ مجید ان معنوں میں بصائر ہے کہ وہ ایسی کھلی حقیقتوں کا بیان ہے، جن کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ وہ علم کی ایسی روشنی ہے، جس میں کسی دھوکے، فریب نظر (illusion)، جہالت یا گمراہی کا کوئی امکان نہیں۔ وہ دل کی آنکھوں کے پردے ہٹا دینے والی کتاب ہے۔ جس

سے حقائق کو بے پردہ دیکھا جا سکتا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۝ ﴾ [الجاثیة:20]

''یہ لوگوں کے لیے بصیرت افروز باتیں ہیں اور یہ ہدایت اور رحمت ہے، ان لوگوں کے لیے جو یقین کریں۔''

7۔ بلاغ:

قران کا ایک صفاتی نام ''بلاغ'' بھی ہے، جس کے معنی پیغام اور اعلان کے ہیں۔ یا اس ذریعے کے ہیں جو منزلِ مقصود تک پہنچا دے۔ قرآن اس لحاظ سے بلاغ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے بندوں کے نام پیغام ہے اور یہ اللہ کا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ بھی ہے۔

ایک مقام پر ارشاد ہوا کہ:

﴿ هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَلِيَعْلَمُوْٓا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّ لِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ ﴾ [ابراھیم:52]

''یہ لوگوں کے لیے ایک پیغام ہے تاکہ ان کو اس کے ذریعے خبردار کیا جائے۔ اور تاکہ وہ جان لیں کہ ایک ہی معبود ہے اور تاکہ عقل والے اس سے نصیحت حاصل کریں۔''

8۔ بیان:

قرآن کا ایک نام ''بیان'' بھی ہے۔ جس کے معنی ہیں: ''حقیقت کا اظہار کرنا، کسی چیز کا کھل کر سامنے آنا، واضح ہو جانا اور ایسی دلیل جس سے کوئی چیز ظاہر ہو جائے۔''

قرآنِ مجید اس اعتبار سے ''بیان'' ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے انسان، کائنات اور خدا

کے بارے میں اصل حقیقت کا اظہار ہے۔ وہ ہدایت کی راہ کو واضح کرتا ہے اور انسانی زندگی کی غلط راہوں کی نشاندہی کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:

﴿ هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَ هُدًى وَّ مَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ ﴾

[آل عمران:138]

"یہ لوگوں کے لیے بیان ہے اور یہ ہدایت اور نصیحت ہے اللہ سے ڈرنے والوں کے لیے۔"

9۔بَیِّنَہ:

قرآن کی ایک صفت ہے "بَیِّنَۃ"۔جس کے معنی ایسی واضح حقیقت اور روشن دلیل کے ہیں جو عقلی اعتبار سے اور محسوس طور پر بالکل واضح ہو۔

قرآن کے "بَیِّنَہ" ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ ایک ایسی کھلی حقیقت اور روشن دلیل ہے جو عقل کو اپیل کرتی ہے اور جسے انسانی بصیرت محسوس کرتی ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

﴿ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّ رَحْمَةٌ ج ﴾ [الانعام:158]

"اب تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک روشن دلیل، ہدایت اور رحمت آ چکی ہے۔"

10۔تبیان:

قرآن کے صفاتی ناموں میں سے ایک نام "تبیان" بھی ہے، جس کے معنی ہیں:

"واضح اور مفصل طور پر بیان کرنا۔"

قرآن کے تبیان ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ اس نے ہر اس چیز کو واضح کر دیا ہے اور

مفصل طور پر بیان کردیا ہے جس کا تعلق عقیدے، عمل اور انسانی ہدایت سے ہے۔ گویا قرآنِ حکیم وہ کتاب ہے جس میں دین اسلام کی پوری وضاحت موجود ہے اور شہادتِ حق ادا کردی گئی ہے۔

چنانچہ ایک جگہ فرمایا گیا:

﴿ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّ رَحْمَةً وَّ بُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ۝ ﴾ [النحل:98]

''اور ہم نے یہ کتاب آپؐ پر نازل کی ہے جو ہر چیز کو کھول دینے والی ہے جو ہدایت، رحمت اور بشارت ہے فرماں برداروں کے لیے۔''

11۔ تذکرہ:

قرآن کا ایک وصف ''تذکرہ'' ہے۔ تذکرہ کے معنی ہیں: ''یاددلانا، یاددہانی کرنا (To Remind)۔''

قرآن اس لحاظ سے ''تذکرہ'' ہے کہ وہ ہمیں ہماری اصل فطرتِ اسلامی یعنی توحید کے عقیدہ کی یاددہانی کراتا ہے۔ وہ ہمارے ضمیر کو غفلت کی نیند سے جگاتا ہے۔ وہ ہماری توجہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کے بے لاگ انصاف کی طرف مبذول کراتا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

﴿ وَاِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ ﴾ [الحاقۃ:48]

''اور بے شک یہ ایک یاددہانی ہے، اللہ سے ڈرنے والوں کے لیے۔''

12۔ تنزیل (Revealed):

قرآن کا ایک نام ''تنزیل'' ہے جس کے معنی ہیں: ''نازل شدہ، اتارا ہوا۔'' قرآنِ مجید کو اس لیے تنزیل کہا گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ کلام ہے۔ کسی مخلوق یا انسان کا قول

نہیں ہے۔اسے اللہ تعالیٰ نے نہایت اہتمام کے ساتھ اتارا ہے۔

چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے کہ:

﴿ وَإِنَّهُ لَتَنْزِيلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ ﴾ [الشعراء:192]

''اور بے شک یہ رب العالمین کا نازل کیا ہوا (قرآن) ہے۔''

13۔حق:

قرآن کی ایک صفت ''حق'' ہے۔حق کے معنی ہیں ایسی بات جو ثابت ہو، اٹل ہو، اَمِٹ ہو اور قائم و باقی رہنے والی ہو۔قرآنِ حکیم ان معنوں میں حق ہے کہ اس کی ہر بات اٹل ہے، ثابت ہے اور حقیقت کے عین مطابق ہے۔زمان و مکان کی تبدیلی سے اس کی بات بدل نہیں سکتی۔یہ اپنے مقابلے میں آنے والی ہر چیز کے سامنے قائم و ثابت ہے اور کوئی چیز اس کے مقابلے میں آ کر ٹھہر نہیں سکتی۔اس میں ثبات ہے، قیام ہے، مضبوطی ہے۔اس میں کمزوری، فرار یا زوال نہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ بَلْ مَتَّعْتُ هٰٓؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى جَآءَهُمُ الْحَقُّ وَرَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ وَّاِنَّا بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝ ﴾

[الزخرف:28-29]

''بلکہ میں نے ان کو اور ان کے باپ دادا کو دنیا کا سامان دیا۔یہاں تک کہ اب ان کے پاس حق آ گیا اور وہ رسول جو کھول کر بیان کرنے والا ہے۔اور جب ان کے پاس حق آ گیا ہے تو وہ کہتے ہیں یہ جادو ہے اور ہم اسے نہیں مانتے۔''

14۔حکم:

قرآن کا ایک صفاتی نام ''حکم'' بھی ہے۔جس کے معنی ہیں: ''فیصلہ، قانون، آئین،

دستور اور ضابطہ حیات۔'' قرآنِ مجید ان معنوں میں حکم میں ہے کہ وہ انسانی زندگی کے لیے دستور و آئین ہے۔ ہر قسم کے معاملات کے لیے ماخذ قانون اور بہترین فیصلہ ہے اور اس میں انسانی زندگی کے لیے اوامر و نواہی کا ضابطہ موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا ط ﴾ [الرعد:37]

''اور اسی طرح ہم نے اس قرآن کو ایک حکم کی حیثیت سے عربی میں نازل کیا ہے۔''

15۔ حکمت:

قرآن کی ایک صفت ''حکمت'' بھی ہے۔ جس کے معنی ہیں: ''دانائی، مضبوط عقلی بات، فیصلے میں انصاف کو ملحوظ رکھنا۔ جہالت، گمراہی اور افراط و تفریط سے بچ کر چلنا۔''

قرآنِ مجید اس لحاظ سے ''حکمت'' ہے کہ اس میں دانائی کی باتیں ہیں۔ اس میں جہالت و نادانی کا گزر نہیں۔ یہ ایک دانا اور حکیم ہستی کا کلام ہے۔ اس کی ہر بات محکم، مضبوط اور دانش پر مبنی ہے اور عدل و انصاف کے تمام تقاضوں کو پیش نظر رکھ کر کہی گئی ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنَ الْاَنْۢبَآءِ مَا فِيْهِ مُزْدَجَرٌ ۝ حِكْمَةٌ ۢ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ۝ ﴾ [القمر:4-5]

''اور ان کے پاس پہلی قوموں کے حالات پہنچ چکے ہیں، جن میں عبرت ہے۔ نہایت درجے کی حکمت ہے۔ مگر یہ ساری تنبیہات (Warnings) انہیں کوئی فائدہ نہیں دیتیں۔''

16۔ حکیم:

قرآن کا ایک صفاتی نام ''حکیم'' بھی ہے۔ حکیم کے معنی ہیں: ''دانا، عقل و دانش والا، حکمت سے بھرپور۔'' یہ نام اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے بھی ہے۔

قرآن مجید ان معنوں میں "حکیم" ہے کہ اس کے ہر بیان میں دانائی، دانش، حکمت اور بصیرت پائی جاتی ہے۔ اس کی کوئی ایسی نہیں جو بے مقصد، فضول اور بے کار ہو بلکہ اس کی ہر بات میں دانش اور دانائی پائی جاتی ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ يٰسٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۝ ﴾ [یٰسٓ:1-2]

"یٰسین، قسم ہے حکمت بھرے قرآن کی۔"

17۔ ذکر:

قرآن کا ایک اور صفاتی نام "ذکر" ہے۔ ذکر کے معنی ہیں: "نصیحت، یاددہانی اور عزت و شرف دینے والی چیز۔"

قرآنِ مجید کو اس لیے ذکر کہا گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانوں کے لیے ایک نصیحت ہے۔ وہ ایک ایسی یاددہانی ہے جس سے انسان کا خوابیدہ ضمیر بیدار ہو جاتا ہے۔ اس کی سوئی ہوئی فطرت جاگ اٹھتی ہے۔ وہ اپنے خالق کی پہچان کر سکتا ہے۔ وہ ہدایت کی راہ پر چل سکتا ہے۔ وہ گذشتہ قوموں کے عروج و زوال کی داستان بیان کر کے انسان کو اللہ تعالیٰ کی قدرت و حکمت اور آئین و دستور کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ وہ اس لحاظ سے بھی ذکر ہے کہ اس پر عمل کر کے کوئی قوم دنیا اور آخرت میں عزت و شرف حاصل کر سکتی ہے، جبکہ اسے چھوڑنے کے بعد وہ ذلت کے گڑھے میں گر سکتی ہے۔

چنانچہ ایک مقام پر ارشاد ہوا کہ:

﴿ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ ﴾ [الحجر:9]

"بے شک ہم نے اس ذکر یعنی قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔"

18۔ ذکریٰ:

قرآن کا ایک صفاتی نام "ذکریٰ" بھی ہے، جس کے معنی: "نصیحت، یاد اور یاددہانی"

کے ہیں۔

قرآن اس اعتبار سے ''ذکریٰ'' ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پوری انسانیت کے لیے ایک نصیحت ہے۔ یہ انسانوں کے لیے یاددہانی ہے کہ وہ اپنے بھولے ہوئے خالق کو یاد کر کے اس کے احکام کے مطابق اپنی زندگی بسر کریں۔

چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے کہ:

﴿ كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ لِتُنْذِرَ بِهٖ وَذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ ﴾ [الاعراف:2]

''اے نبیؐ! یہ کتاب آپؐ کی طرف نازل کی گئی ہے، مگر اس کی وجہ سے آپؐ کا دل تنگ نہ ہو، بلکہ آپؐ اس کے ذریعے لوگوں کو خبردار کردیں۔ اور یہ ایمان والوں کے لیے یاددہانی ہے۔''

19۔ رحمت:

قرآن کی ایک صفت ''رحمت'' ہے۔ رحمت کے معنی ہیں: ''مہربانی، شفقت، عنایت اور برکت۔''

قرآنِ مجید ان معنوں میں ''رحمت'' ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے سے اپنے بندوں کو کفر و شرک کی جہالت اور گمراہی سے بچانا چاہتا ہے۔ وہ یہ پسند نہیں کرتا کہ اس کے بندے جہالت و ضلالت کے اندھیروں میں بھٹکتے پھریں اور دنیا و آخرت میں اس کے عذاب کے مستحق ٹھہریں۔ اس لیے اس نے خاص فضل و کرم اور انتہائی رحمت و شفقت سے ان کے لیے ایک ایسی کتاب نازل کردی جس پر عمل کر کے وہ اللہ کی رضا حاصل کر سکتے ہیں۔ دنیا اور آخرت کی کامیابی سے ہمکنار ہو سکتے ہیں۔ وہ اس کتاب کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا نہیں، بلکہ اپنا فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔ یہ کتاب انسانوں کو ان کی محنت اور کوشش کے نتیجے میں نہیں ملی، بلکہ

یہ اللہ کا سراسر فضل و کرم ہے۔ اس کی عنایت و مہربانی ہے۔ اپنے بندوں پر اس کی شفقت و عنایت ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّ رَحْمَةً وَّ بُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴾ [النحل:89]

''اور ہم نے یہ کتاب آپؐ پر نازل کی ہے، جو ہر چیز کو کھول دینے والی ہے۔ جو ہدایت، رحمت اور بشارت ہے فرماں برداروں کے لیے۔''

20۔ روح:

قرآن کا ایک وصفی نام ''روح'' بھی ہے، جس کے معنی ہیں: ''زندگی، رحمت اور وحی کے ہیں۔''

قرآن اس لیے ''روح'' ہے کہ اس سے مردہ دلوں کو تازہ زندگی ملتی ہے۔ یہ اللہ کی خاص رحمت ہے، جس نے ایسی وحی نازل کی جس کے ذریعے انسان دنیا اور آخرت میں کامیابی و کامرانی حاصل کر سکتا ہے اور نقصان و خسارے سے بچ سکتا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ:

﴿ وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ﴾ [الشوریٰ:52]

''اور اے نبیؐ! اسی طرح ہم نے اپنی طرف سے آپؐ کے پاس روح یعنی وحی بھیجی ہے۔''

21۔ شفا:

قرآن کی ایک صفت ''شفا'' ہے۔ جس کے معنی ہیں: ''کسی مرض پر غالب آنا اور صحت یاب ہونا۔''

قرآنِ مجید اس اعتبار سے شفا ہے کہ اس کے ذریعے سے دل و دماغ کی روحانی، اخلاقی اور نفسیاتی بیماریوں، مثلاً جہالت، تکبر، غرور، حرص، لالچ، بخل، حسد اور کینے وغیرہ سے نجات اور تندرستی مل سکتی ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ يٰٓأَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ ﴾ [یونس:57]

''اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک نصیحت آ گئی ہے۔ وہ تمام روحانی بیماریوں سے شفا بخشنے والی اور ایمان والوں کے لیے ہدایت ہے۔''

22۔صدق:

قرآنِ مجید کا ایک صفاتی نام ''صدق'' بھی ہے۔ جس کے معنی ہیں: ''سچائی، نیک نامی۔''

قرآنِ مجید کے ''الصدق'' ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ وہ سراسر سچائی اور صداقت ہے۔ اس کی ہر بات سچی ہے۔ اس میں کسی قسم کے جھوٹ یا غلط بیانی کا کوئی شائبہ تک نہیں۔ اس کے تمام دعوے سچے ہیں۔ وہ انسان اور کائنات کے بارے میں جو کچھ بیان کرتا ہے وہ حق و صداقت اور واقعیت پر مبنی ہے۔ وہ ایک ایسی کتاب ہے جس کا ذکر خیر اور احترام قیامت تک رہے گا۔

چنانچہ ایک مقام پر اس کا یہی نام آیا ہے:

﴿ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ ۭ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ۝ وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝ ﴾ [الزمر:32-33]

"اور اس شخص سے زیادہ ظالم اور کون ہوگا جس نے اللہ پر جھوٹ باندھا اور سچائی کو جھٹلا دیا، جبکہ وہ اس کے پاس آئی۔ کیا ایسے کافروں کا ٹھکانہ جہنم میں نہ ہوگا؟ اور جو شخص سچائی لے کر آیا اور وہ جنہوں نے اس کی تصدیق کی تو یہی لوگ پرہیزگار ہیں۔"

23۔ عجب (عجیب):

قرآن کی ایک صفت کا نام "عجب" ہے۔ جس کے معنی ہیں: "بہت عجیب، دلکش، دل پذیر اور اثر کرنے والا۔"

قرآنِ مجید اس لحاظ سے "عجب" ہے کہ یہ عام انسانی کلام نہیں، بلکہ رب العالمین کا کلام ہے۔ یہ اپنی فصاحت و بلاغت میں بے مثال، اپنی تاثیر میں یکتا اور دل کشی میں منفرد ہے۔ یہ ایک معجزہ ہے جس کی مثال پیش کرنے سے تمام مخلوقات عاجز ہیں۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ﴾ [الجن: 1]

"اے نبیؐ! آپؐ کہیں کہ مجھے وحی کی گئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے قرآن سنا تو انہوں نے اپنی قوم سے جا کر کہا کہ ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے۔"

24۔ عربی:

قرآن کی ایک صفت "عربی" ہے۔ جس کے لفظی معنی: "فصیح اور واضح" طور پر بیان کرنے والے کے ہیں۔"

قرآنِ مجید کے عربی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ عربی زبان میں ہے۔ اس کی زبان ایسی ہے جو فصیح و بلیغ ہے۔ اس کے بیان میں کوئی پیچیدگی، الجھاؤ یا ابہام (Anbiguity) نہیں ہے۔ وہ اپنی بات کو نہایت وضاحت کے ساتھ پیش کرتا ہے اور اپنا مدعا عمدہ طریقے سے

بیان کرتا ہے۔

چنانچہ ایک مقام پر فرمایا گیا کہ:

﴿ اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ ﴾ [یوسف:2]

''بے شک ہم نے یہ عربی قرآن نازل کیا ہے، تاکہ تم سمجھو۔''

دوسری جگہ پر فرمایا:

﴿ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا ..... غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝ ﴾ [الزمر:28]

''یہ عربی قرآن ہے، اس میں کوئی الجھاؤ نہیں تاکہ لوگ اسے سمجھیں اور ڈریں۔''

25۔ عزیز:

قرآن کا ایک صفاتی نام ''عزیز'' ہے۔ ''عزیز'' کے معنی ہیں: ''غالب، زبردست، عزت والا اور نادر۔'' یہ نام اسمائے حسنیٰ میں سے بھی ہے۔

قرآن اس لحاظ سے ''عزیز'' ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا ایسا زبردست کلام ہے، جس میں بھی کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ یہ نہایت عزت و احترام کی حامل کتاب ہے۔ یہ اپنے دلائل کے لحاظ سے اپنے مخالف پر غالب آتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا نادر اور اچھوتا کلام ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

﴿ وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ ۝ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْ ۢبَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ۭ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ۝ ﴾ [حٰمٓ السجدة:41-42]

''اور بے شک یہ ایک زبردست کتاب ہے۔ باطل نہ اس کے آگے سے آ سکتا ہے اور نہ پیچھے سے۔ یہ اس (خدا) کی طرف سے ہے، جو حکمت والا اور تعریف کے لائق ہے۔''

26۔ عظیم (The Great):

قرآن مجید کا ایک نام ''عظیم'' بھی ہے۔ عظیم کے معنی ہیں: ''عظمت والا، بڑائی والا،

فضیلت والا۔'' یہ نام بھی اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے ہے۔

قرآن ان معنوں میں ''عظیم'' ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا عظمت والا کلام ہے۔ یہ کائنات کے شہنشاہ کا عالی مرتبہ کلام ہے۔ اس کی فضیلت اور بزرگی مسلم ہے۔ اس کی شوکت اور عظمت وجلالت کے آگے پہاڑ بھی ریزہ ریزہ ہو سکتے ہیں۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:

﴿ وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ۝ ﴾ [الحجر: 87]

''اور ہم نے آپ ﷺ کو سات دہرائی جانے والی آیتیں عطا کی ہیں جو قرآنِ عظیم ہے۔''

27۔ علم (The Knowledge):

قرآن کی ایک صفت ''العلم'' ہے۔ جس کا مطلب ہے: ''یقینی علم، صحیح معلومات، حقائق کا علم۔''

قرآنِ مجید اس لحاظ سے ''العلم'' ہے کہ وہ خالقِ کائنات کا کلام ہے، جو حقائق و واقعات کا صحیح علم ہے۔ اس میں غلطی اور خطا کا کوئی امکان نہیں۔ ہر بات شک و شبہ سے بالاتر اور حقیقت پر مبنی ہے۔

چنانچہ ایک مقام پر ارشاد ہوا کہ:

﴿ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا ۭ وَلَىِٕنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَاۗءَهُمْ بَعْدَ مَا جَاۗءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا وَاقٍ ۝ ﴾ [الرعد: 37]

''اور ہم اس قرآن کو ایک حکم کی حیثیت سے عربی زبان میں نازل کیا ہے۔ اگر تم علم حق آجانے کے بعد بھی دوسرے لوگوں کی خواہشوں کے پیچھے چلو گے تو اللہ کے مقابلے میں نہ کوئی تمہارا مددگار ہوگا اور نہ بچانے والا۔''

28۔ فرقان:

قرآن کا اک صفاتی نام '' الفرقان '' بھی ہے۔ جس کے معنی ہیں: ''فرق کرنا، حق و

باطل میں فرق کرنے والا، حق اور باطل کا فیصلہ کرنے والا۔"

قرآنِ مجید اس اعتبار سے " الفرقان " ہے کہ وہ حق اور باطل کے راستوں میں اور حلال و حرام میں فرق و امتیاز کرتا ہے۔ وہ ہدایت اور گمراہی کا فرق بتا تا ہے۔ وہ ایمان اور کفر میں فرق ظاہر کرتا ہے۔ وہ جائز اور ناجائز کام میں فرق کو نمایاں کرتا ہے۔ وہ ایک ایسا معیار اور کسوٹی (Criterion) ہے جس سے ہر چیز کی قدر و قیمت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

قرآن نے غزوۂ بدر کو بھی " يَوْمُ الْفُرْقَانِ " کہا ہے۔ کیونکہ اس دن کفر اور اسلام کا، حق اور باطل کا فرق ظاہر ہو گیا تھا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿ تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا ۝ ﴾

[الفرقان:1]

" بڑی بابرکت ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل کیا تا کہ وہ سارے جہان والوں کو خبردار کر دے۔"

29۔ کتاب:

قرآنِ مجید کی ایک صفت "الکتاب" بھی ہے۔ جس کے معنی: "تحریر، ضابطہ، حکم، قانون اور مجموعے" کے ہیں۔

قرآن اس لیے "الکتاب" ہے کہ وہ رب العالمین کا ضابطہ و قانون اور حکم نامہ ہے۔ وہ سورتوں کا مجموعہ ہے اور وہ لکھا ہوا بھی موجود ہے۔

چنانچہ ایک مقام پر فرمایا گیا:

﴿ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰی وَمَنْ حَوْلَهَا ؕ ﴾ [الانعام:92]

" اور ہم نے یہ مبارک کتاب نازل کی ہے جو اپنے سے پہلی کتابوں کو سچا کرنے والی

ہے تاکہ اے نبیؐ! آپؐ اس کے ذریعے مکے والوں کو اور اس کے آس پاس رہنے والوں کو خبردار کر دیں۔"

30۔ کریم:

قرآن کا ایک اور صفاتی نام "الکریم" بھی ہے۔ جس کے معنی ہیں: "عزت والا، محترم، سخی، بزرگی والا، شرف والا، باوقار اور معزز۔" یہ نام اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے بھی ہے۔

قرآنِ مجید اس پہلو سے "الکریم" ہے کہ وہ معمولی ہستی کی بات نہیں ہے۔ وہ کسی جن، کاہن، شاعر یا خطیب کا قول نہیں ہے، بلکہ اس کائنات کے خالق و مالک کا محترم کلام ہے۔

چنانچہ ارشاد ہوا کہ:

﴿ وَاِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ۝ ﴾ [الواقعة:77]

"اور بے شک یہ قرآنِ کریم ہے۔"

31۔ کلام اللہ:

قرآن کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ "کلام اللہ" ہے۔ جس کے معنی ہیں: "اللہ کی بات، اللہ کا قول۔"

قرآن اس لحاظ سے "کلام اللہ" ہے وہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ وہ مخلوق نہیں ہے، نہ کسی مخلوق کی کہی ہوئی بات ہے اور نہ کسی بندے کا قول ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی صفت کلام کا مظہر ہے۔

چنانچہ ایک مقام پر ارشاد ہوا ہے کہ:

﴿ وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ۭ ﴾ [التوبة:6]

"اور اگر کوئی مشرک تم سے پناہ مانگے تو اسے پناہ دے دو تا کہ وہ اللہ کا کلام سنے۔ پھر

اسے اس کی امان کی جگہ پہنچا دو۔“

32۔مبارک:

قرآنِ مجید کا ایک صفاتی نام ”مبارک“ بھی ہے۔جس کے معنی ہیں: ”بابرکت،فیض پہنچانے والا،اضافہ کرنے والا،بھلائی دینے والا۔“

قرآن اس اعتبار سے مبارک ہے کہ اس سے انسان کو ہدایت ملتی ہے۔اس کے ایمان اور عمل میں برکت ہوتی ہے۔اس پر ایمان لانے میں برکت ہے۔اس کے پڑھنے میں برکت ہے۔اس کو سمجھنے میں برکت ہے،اس پر عمل کرنے میں برکت ہے اور اسے دوسروں تک پہنچانے میں برکت ہے۔یہ فیض پہنچانے والی اور برکت دینے والی کتاب ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِىْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا ط ﴾ [الانعام:92]

”اور ہم نے یہ مبارک کتاب نازل کی ہے جو اپنے سے پہلی کتابوں کو سچا کرنے والی ہے،تاکہ اے نبیؐ! آپؐ اس کے ذریعے مکے والوں کو اور اس کے آس پاس رہنے والوں کو خبردار کر دیں۔“

33۔مبین:

قرآن کا ایک صفاتی نام ” المبین “ بھی ہے۔جس کے معنی ہیں: ”واضح،کھلا،ظاہر،بیان کرنے والا۔“

قرآنِ مجید اس پہلو سے ” المبین “ ہے کہ وہ اپنی تعلیمات کو بالکل واضح طور پر پیش کرتا ہے۔

چنانچہ ایک جگہ فرمایا گیا:

﴿ اِنۡ هُوَ اِلَّا ذِكۡرٌ وَّ قُرۡاٰنٌ مُّبِيۡنٌ ۝ ﴾ [یٰسٓ:69]

"یہ تو ایک نصیحت ہے اور واضح قرآن ہے۔"

34۔ متشابہ:

قرآن کا ایک وصف "متشابہ" ہے۔ جس کے معنی ہیں: "ملتا جلتا، تضاد سے پاک، ہم رنگ اور ہم آہنگ۔"

قرآن اس اعتبار سے "متشابہ" ہے کہ اس کے مضامین ملتے جلتے ہیں۔ وہ ایک ہی واقعے کو مختلف انداز سے بیان کرتا ہے۔ اس کی باتوں میں کوئی تضاد (Contradiction) نہیں ہے۔

چنانچہ فرمایا گیا:

﴿ اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحۡسَنَ الۡحَدِيۡثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ ۖ تَقۡشَعِرُّ مِنۡهُ جُلُوۡدُ الَّذِيۡنَ يَخۡشَوۡنَ رَبَّهُمۡ ۚ ﴾ [الزمر:23]

"اللہ نے یہ بہترین کلام اتارا ہے۔ اس کے مضامین ہم رنگ اور تضاد سے پاک ہیں اور انہیں سمجھانے کے لیے بار بار دہرایا گیا ہے۔ اس کلام کو سن کر ان لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، جو پرہیزگار ہیں۔"

35۔ مثانی:

قرآن مجید کی ایک صفت "مثانی" بھی ہے۔ اس کے معنی ہیں: "جوڑا جوڑا، دہرائی جانے والی چیزیں۔"

قرآن اس لحاظ سے "مثانی" ہے کہ اس میں دو مختلف باتوں کو متوازی طور پر بیان کرنے کا اسلوب موجود ہے۔ وہ جہاں ایمان والوں کا ذکر کرتا ہے، وہاں کافروں کا بھی ذکر کرتا ہے۔ جہاں دوزخ کے عذاب کی بات کرتا ہے، وہیں ساتھ ہی جنت کی نعمتوں کا تذکرہ

بھی کر دیتا ہے۔ وہ ایک ہی طرح کے واقعات کو بھی بار بار مختلف اسالیب (Styles) سے دہراتا ہے۔ کہیں مجمل اور مختصر طور پر بیان کرتا ہے اور کہیں مفصل انداز میں پیش کرتا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ ۙ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ﴾ [الزمر:23]

"اللہ نے یہ بہترین کلام اتارا ہے۔ اس کے مضامین ہم رنگ اور تضاد سے پاک ہیں اور انہیں سمجھانے کے لیے بار بار دہرایا گیا ہے۔ اس کلام کو سن کر ان لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔"

36۔ مجید:

قرآن کا ایک صفاتی نام "مجید" بھی ہے۔ اس کے معنی ہیں: "بزرگی والا، برتر، عظمت والا، بڑائی والا۔" یہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے بھی ہے۔

قرآن اس اعتبار سے "مجید" ہے کہ وہ بہت بزرگ و برتر ہستی کا بزرگ و برتر کلام ہے۔ وہ ایسا کلام ہے جس میں عظمت، بڑائی اور شان وشوکت ہے۔ وہ بہت سی خوبیوں، کمالات اور معجزات کا مجموعہ ہے۔

چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ۝ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ۝ ﴾ [البروج:21-22]

"بلکہ یہ قرآنِ مجید ہے جو لوحِ محفوظ میں لکھا ہوا ہے۔"

37۔ مُصَدِّق:

قرآنِ مجید کا ایک صفاتی نام "مُصَدِّق" بھی ہے۔ جس کے معنی ہیں: "تصدیق کرنے والا، مصداق، سچا کرنے والا، سچ کر دکھانے والا، تائید کرنے والا۔"

قرآن ان معنوں میں مصدّق ہے کہ وہ پہلے نبیوں اور پہلی کتابوں کی پیشین گوئیوں کا مصداق ہے اور اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق و تائید کرتا ہے کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بعض انبیائے کرام پر نازل ہوئی تھیں۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

﴿ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰی وَمَنْ حَوْلَهَا ؕ ﴾ [الانعام:92]

"اور ہم نے یہ مبارک کتاب نازل کی ہے جو اپنے سے پہلی کتابوں کو سچا کرنے والی ہے۔ تاکہ اے نبیؐ! آپؐ اس کے ذریعے مکے والوں کو اور اس کے آس پاس رہنے والوں کو خبردار کریں۔"

38۔ موعظت:

قرآن کی صفت "مَوْعِظَةٌ" بھی آئی ہے۔ جس کے معنی ہیں: "نصیحت، خیرخواہی، کسی شخص کو کسی کام کے اچھے یا برے نتیجے سے آگاہ کرنا اور اس کے دل کو نرم کرنا، خیرخواہی کے جذبے سے نصیحت کرنا، دوسروں کی بھلائی چاہنا۔"

قرآنِ مجید اس لحاظ سے "موعظت" ہے کہ وہ لوگوں کے لیے نصیحت ہے۔ وہ لوگوں کی بھلائی اور خیرخواہی چاہتا ہے۔ وہ ان کو نقصان سے بچاتا اور نفع پہنچاتا ہے۔ وہ ان کو ان کے اچھے اور برے انجام سے آگاہ کرتا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ هٰذَا بَیَانٌ لِّلنَّاسِ وَ هُدًی وَّ مَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِیْنَ ۝ ﴾ [آل عمران:138]

"یہ لوگوں کے لیے بیان ہے اور یہ ہدایت اور نصیحت ہے اللہ سے ڈرنے والوں کے لیے۔"

39۔ مُهَيْمِنٌ (نگہبان):

قرآن کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ مہیمن ہے۔ جس کے معنی ہیں: ''نگہبان، محافظ۔'' اس کا مادہ (Root) ا م ن ہے۔ اس میں ء کو ہ سے بدل دیا گیا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے بھی ہے۔

قرآن ان معنوں میں " مهيمن " ہے کہ وہ اپنے سے پہلی تمام الہامی کتابوں کی اصلی اور بنیادی تعلیمات کا محافظ، نگران اور ان کی صداقتوں کا امین ہے۔ وہ پہلی کتابوں کی ان سچائیوں کو کھول کر بیان کرتا ہے، جو پہلی قوموں کی غفلت یا شرارت کے باعث گم ہو گئی تھیں۔

چنانچہ اللہ سبحانہٗ کا ارشاد ہے کہ:

﴿ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ ﴾ [المائدة:48]

''اور ہم نے آپؐ کی طرف یہ کتاب سچائی کے ساتھ اتاری ہے جو اپنے سے پہلی کتابوں کو سچا ثابت کرنے والی اور ان کے مضامین پر نگہبان ہے۔''

40۔ نذیر (ڈرانے والا):

قرآنِ مجید کا ایک صفاتی نام ''نذیر'' بھی ہے۔ جس کے معنی ہیں: ''ڈرانے والا، خبردار کرنے والا، خطرے سے ڈرانے والا۔'' یہ لفظ نبی کریم ﷺ کی صفت کے طور پر بھی آیا ہے۔

قرآنِ مجید اس لیے ''نذیر'' ہے کہ وہ انسان کو برے اعمال کے نتیجے میں عذاب سے ڈراتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے انجام سے خبردار کرتا ہے۔

چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے کہ:

﴿ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا ۝ ﴾

[حٰمٓ السجدۃ: 4-3]

"یہ کتاب ہے جس کی آیتوں کو الگ الگ واضح کیا گیا ہے۔ یہ عربی زبان کا قرآن ہے ان لوگوں کے لیے جو اسے جاننا چاہتے ہیں۔ یہ خوشخبری بھی دیتا ہے اور خبردار بھی کرتا ہے۔"

41۔ نور (روشنی):

قرآنِ مجید کا ایک نام "نور" بھی ہے۔ جس کے معنی "روشنی" اور "اُجالے" کے ہیں۔ قرآنِ مجید ان معنوں میں نور ہے کہ وہ جہالت اور گمراہی کے اندھیروں کو دور کرتا ہے اور علم و ہدایت کی روشنی پھیلاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ يَاأَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُم بُرْهَانٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَأَنزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُّبِينًا ۝ ﴾

[النّسآء: 174]

"اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک برہان یعنی دلیل آ چکی ہے۔ اور ہم نے تمہاری طرف ایک واضح نور نازل کیا ہے۔"

42۔ وحی:

قرآنِ مجید کا ایک نام "وحی" بھی ہے۔ جس کے معنی ہیں: "تیزی اور جلدی سے کوئی اشارہ کرنا، اشارۂ سریع، القاء، الہام۔"

قرآنِ مجید اس لیے وحی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔ وہ اللہ کا پیغام ہے جو اس نے اپنے بندوں کے نام بھیجا ہے۔ وہ خالقِ کائنات کا کلام ہے، جو اس کے آخری نبی حضرت محمد ﷺ پر اُتارا گیا ہے۔

چنانچہ فرمایا گیا:

﴿ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ○ ﴾ [النجم:4]

''یہ تو ایک وحی ہے جو نازل کی جاتی ہے۔''

43۔ھُدًی (ہدایت):

قرآنِ مجید کا ایک صفاتی نام ''ھدًی'' یعنی ہدایت اور رہنما ہے۔ قرآن اس لحاظ سے ھُدًی (ہدایت ۔ رہنما) ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانوں کے لیے ہدایت کا پیغام ہے۔ وہ انسان کو صحیح راہ دکھاتا اور غلط راہوں سے خبردار کرتا ہے۔ وہ ان کو گمراہی کے اندھیرے سے نکالتا اور صراطِ مستقیم کی روشنی کی طرف لاتا ہے۔ وہ انسان کو اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ کاموں کی جانب دعوت دیتا اور اس کی نافرمانی کے کاموں سے بچنے کی تاکید کرتا ہے۔ وہ انسان کو صحیح، بامقصد، نیک اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی تابع زندگی کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور شیطان کے راستوں کو چھوڑنے کی تلقین کرتا ہے۔ وہ جنت کی راہ دکھاتا ہے۔ وہ دوزخ سے ڈراتا ہے۔ وہ اللہ کی رضا اور اس کی خوشنودی کی طرف دعوت دیتا ہے اور شیطان کی پیروی سے روکتا ہے۔

چنانچہ ارشاد ہوا:

﴿ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَ الْفُرْقَانِ ج ﴾ [البقرۃ:185]

''رمضان کے مہینے میں قرآن نازل ہوا جو لوگوں کے لیے ہدایت ہے اور جس میں سیدھی راہ کی کھلی نشانیاں ہیں اور وہ حق و باطل کا فرق بتانے والا ہے۔''

باب 5

جمع وتدوین قرآن

جمع وتدوین کا مفہوم:

یہ جاننا کہ قرآن مجید کن کن مرحلوں سے گزر کر ایک مرتب کتابی صورت میں سامنے آیا، اس علم کو "جمع وتدوین قرآن" کہتے ہیں۔

جمع کے معنی جمع کرنے اور تدوین کے معنی "مرتب کرنے" کے ہیں۔ قرآن کے جمع و تدوین کا مطلب یہ ہے کہ وہ کئی مراحل سے گزر کر ایک مرتب اور مکمل کتابی صورت (مصحف) میں ہمارے سامنے آیا۔

جمع وتدوین قرآن کا مقصد قرآن کی حفاظت کرنا تھا تاکہ جس طرح قرآن نازل ہوا ہے، اسی طرح من وعن (سارے کا سارا) ایک کتاب کی صورت میں امت کے پاس پہنچ جائے، تاکہ اس کے الفاظ، ترتیب اور زبان میں کسی قسم کا اختلاف پیدا نہ ہو۔

ویسے اللہ تعالیٰ نے قرآن کی حفاظت کا ذمہ خود لے رکھا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ ﴾ [الحجر:9]

"بے شک ہم نے اس قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔"

دوسرے مقام پر فرمایا گیا کہ قرآن کا جمع کرنا اور اس کو کھول کر بیان کرنا بھی اللہ تعالیٰ ہی کے ذمے ہے۔

ارشاد ہوا کہ:

﴿ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْاٰنَهُ ۝ فَإِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهُ ۝ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ ۝ ﴾

[القيامة:17-19]

"بے شک ہماری ذمہ داری ہے اس قرآن کو جمع کرنے کی اور اس کو پڑھ کر سنانے کی۔ پھر جب ہم اس کو پڑھ کر سنائیں تو آپؐ اس تلاوت کی پیروی کریں۔ پھر اسے کھول کر بیان کرنا بھی ہماری ذمہ داری ہے۔"

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مشیت سے قرآن کی حفاظت مختلف طریقوں سے فرمائی ہے۔

عہد نبوی میں قرآن کی حفاظت:

نبی کریم ﷺ نے قرآن مجید کی حفاظت کا دو طریقوں سے انتظام فرمایا۔

1۔ اسے حفظ کے ذریعے محفوظ کر لیا جائے۔

2۔ اسے تحریر کے ذریعے محفوظ کیا جائے۔

اہل عرب غیر معمولی حافظے کے مالک تھے۔ وہ اپنے اپنے قبیلے کا شجرۂ نسب یاد رکھتے اور ہزاروں اشعار یاد کر لیتے تھے۔ چنانچہ صحابہ کرام کی ایک تعداد نے قرآنِ مجید حفظ کر لیا۔ سب سے پہلے حافظ قرآن خود حضرت محمد ﷺ تھے۔ آپؐ نے دو دفعہ پورا قرآن حضرت جبرئیل کو سنایا۔

حضرت محمد ﷺ کے قرآن حفظ کرنے کی طرف درج ذیل آیات میں اشارہ کیا گیا ہے:

﴿ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ٥ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ٥ ﴾

[القیامۃ:16-17]

"اے نبیؐ! آپؐ اس کو جلد سیکھنے کے لیے اپنی زبان کو تیز حرکت نہ دیں۔ اس کا جمع کرنا اور اس کا پڑھ کر سنانا ہماری ذمہ داری ہے۔"

حضورؐ کے علاوہ صحابہ کرام نے بھی آپؐ سے قرآن سیکھ کر اسے حفظ کر لیا۔ ایسے صحابہ کرام کی تعداد سینکڑوں میں تھی، جنہوں نے قرآن حفظ کیا تھا۔

یاد رہے کہ اس دور میں قرآن کے حافظ کو قاری کہتے تھے۔ بعد میں حدیث کے عالم کو

حافظ کہنے لگے اور آج کل قرآن کا حافظ ہوتا ہے۔

غزوۂ بئر معونہ کے موقع پر ستر (70) ایسے صحابہ شہید ہو گئے جو سب کے سب قرآن کے حافظ تھے۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں جنگ یمامہ کے موقع پر سات سو (700) حفاظ شہید ہوئے تھے۔

عہد نبوی میں جن صحابہ کرام نے قرآن حفظ کیا ان میں سے چند ایک کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

1۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
2۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ
3۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ
4۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ
5۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ
6۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ
7۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
8۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
9۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ
10۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ
11۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ
12۔ حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ
13۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ
14۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ
15۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ
16۔ حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ

ان میں سے آخری صحابی حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ اتنی عمدہ طریقے سے تلاوت کرتے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُن کو نمازِ تراویح میں امام مقرر کیا تھا۔

ان حضرات کے علاوہ جن صحابیات نے پورا قرآنِ مجید حفظ کیا اُن میں سے چند مشہور نام یہ ہیں:

1۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
2۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا
3۔ حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا
4۔ حضرت اُمِ ورقہ رضی اللہ عنہا

قرآن کے حفظ کا یہ سلسلہ عہد نبوی سے تا حال نسلاً بعد نسل جاری ہے اور ہر زمانے میں

ہزاروں لاکھوں حفاظ دنیائے اسلام میں ہر وقت موجود ہوتے ہیں۔ اگر خدانخواستہ دنیا سے لکھا ہوا قرآن ناپید بھی ہو جائے جب بھی لاکھوں مسلمان اپنے حافظے کی مدد سے اس کو پھر سے لکھوا سکتے ہیں۔ اس طرح قرآنِ مجید حفظ کے ذریعے ہر دور میں محفوظ رہا ہے۔

2۔ کتابت:

اگرچہ قرآن کی حفاظت کا اصل دارومدار حفظ ہی پر تھا لیکن اس کے باوجود نبی کریم ﷺ نے قرآنِ مجید کی کتابت کا اہتمام بھی فرمایا۔ جتنا قرآن نازل ہوتا اُسے صحابہ کرام کے ذریعے آپ ؐ لکھوا لیتے اور جمع کر کے اپنے پاس رکھ لیتے۔ جن صحابہ کرام نے نبی ﷺ کے حکم سے قرآن لکھا اُن کو کاتبینِ وحی کہا جاتا ہے۔

کاتبینِ وحی میں درج ذیل صحابہ شامل تھے:

1۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
2۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ
3۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ
4۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ
5۔ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ
6۔ حضرت خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ
7۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ
8۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ
9۔ حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ
10۔ حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ
11۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ
12۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ
13۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ
14۔ حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ

عہدِ نبوی میں قرآنِ مجید کاغذ کی ایک کتاب کی صورت میں تحریر نہ تھا۔ بلکہ متفرق طور پر پتھر کی سلوں، چمڑے کے ٹکڑوں، درخت کی چھالوں، کھجور کے پتوں اور چوڑی ہڈیوں پر لکھا گیا تھا۔ اسے نبی کریم ﷺ کے ہاں رکھ دیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ بعض صحابہ کرام نے ذاتی طور پر بھی اپنے لیے قرآن کے مصاحف لکھ لیے تھے۔ ان میں درج ذیل لوگ شامل تھے:

1۔ حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ
2۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
3۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ
4۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
5۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ
6۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ
7۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ
8۔ حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ
9۔ تمیم داری رضی اللہ عنہ

جو قرآن حضورؐ کی نگرانی میں لکھا جاتا تھا اُسے موجودہ قرآنی ترتیب کے مطابق ہی لکھا جاتا تھا۔ آپؐ کاتبین وحی کو ہدایت فرما دیتے تھے کہ یہ آیتیں فلاں سورت یا آیت سے پہلے یا بعد لکھی جائیں۔ اس طرح قرآن مجید کی سورتوں اور آیتوں کی ترتیب نبی ﷺ نے وحی الٰہی کے مطابق رکھی۔ اس ترتیب میں سب سے پہلی سورت الفاتحہ ہے اور سب سے آخری سورت الناس ہے۔

قرآن کی یہ ترتیب توقیفی کہلاتی ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور وحی کے مطابق ہے اور اس میں نبی ﷺ یا کسی اور کے اجتہاد کا دخل نہیں۔ اس طرح قرآن کی نزولی ترتیب الگ تھی اور موجودہ ترتیب اس سے مختلف ہے، کیونکہ نزولی ترتیب میں سب سے پہلے سورۃ العلق کی ابتدائی پانچ آیتیں آتی ہیں۔

عہد صدیقی میں قرآن کی تدوین:

نبی ﷺ کی وفات تک اور عہد صدیقی کی ابتدا میں قرآن تحریری طور پر ایک کتاب کی شکل میں مرتب نہیں تھا، بلکہ مختلف اشیاء پر اس کے مختلف حصے اور اجزا لکھے ہوئے موجود تھے۔

خلافت صدیقی میں ایک جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کے خلاف جنگ یمامہ (11ھ) ہوئی، جس میں بہت سے حفاظ صحابہ کرام شہید ہو گئے۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خیال آیا کہ اگر اسی طرح حفاظ شہید ہوتے رہے یا دنیا سے رخصت ہو گئے تو پھر قرآن کی حفاظت کیسے

ہوگی۔ چنانچہ انہوں نے خلیفۂ رسولؐ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا کہ وہ قرآن مجید کو ایک کتاب کی صورت میں لکھوا کر محفوظ کر دیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اس تجویز پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ جواب دیا کہ جو کام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا وہ اسے کیسے کر سکتے ہیں؟

لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ برابر اپنی رائے پر اصرار کرتے رہے۔ آخر کئی روز کے پیہم اصرار کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کی اس تجویز سے اتفاق کر لیا اور وہ یہ کام کرنے کے لیے آمادہ ہو گئے۔

اس کام کو عملی جامہ پہنانے کے لیے خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کو بلایا اور اُن سے مشورہ کیا۔ اور جب وہ بھی اس بات کے قائل ہو گئے تو اُن کو قرآن جمع کرنے اور اسے کتابی صورت میں لکھوانے کا حکم دیا۔

حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ واقعی اس کام کے اہل تھے۔ وہ جوان اور سمجھ دار تھے۔ عہد نبی میں کاتب وحی رہ چکے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے قریب ہی ان کا گھر تھا۔ وہ قرآن کے حافظ بھی تھے۔

لیکن اس سب کچھ کے باوجود ان کا یہ کہنا تھا کہ:

"اللہ کی قسم! اگر مجھے پہاڑ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کا حکم دیا جاتا تو یہ میرے لیے اس کام سے زیادہ آسان تھا۔"

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قرآن جمع کرنے کے لیے حضرت زید بن ثابت انصاریؓ کو قرآن جمع کرنے والی کمیٹی کا صدر مقرر کیا۔ اس کمیٹی میں کئی جلیل القدر صحابہ کرام شامل تھے۔

قرآن جمع کرنے کا طریقہ:

چنانچہ حضرت زید بن ثابت انصاریؓ نے قرآن جمع کرنے کا کام شروع کر دیا۔ لوگوں

میں یہ اعلان کر دیا گیا کہ جس شخص کے پاس قرآن کی لکھی ہوئی آیات موجود ہوں وہ حضرت زید بن ثابتؓ کے پاس لے آئے۔ جب کوئی آدمی ان کے پاس قرآن کی لکھی ہوئی آیتیں لے کر آتا تو کئی طریقوں سے ان کی تصدیق کی جاتی:

1۔ حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ خود اپنے حافظے سے اس کی تصدیق کرتے۔

2۔ کوئی لکھی ہوئی آیت اُس وقت تک قبول نہ کی جاتی، جب تک دو معتبر گواہ یہ گواہی نہ دیتے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لکھی گئی تھیں۔

3۔ پھر ان آیتوں کا موازنہ (Comparison) ان دوسرے مجموعوں اور مصاحف سے کیا جاتا جو بعض صحابہ کرام کے پاس تھے۔

اتفاق سے ایک آیت ایسی تھی جو صرف حضرت خزیمہ انصاریؓ کے پاس لکھی ہوئی موجود تھی۔ یہ سورۂ توبہ کی درج ذیل آیت تھی:

﴿ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ ﴾ [التوبة:128]

”بے شک تمہارے پاس اللہ کا رسول آ گیا ہے جو تمہیں میں سے ہے، تمہارا نقصان میں پڑنا اُس پر بہت شاق گزرتا ہے۔ وہ تمہاری بھلائی کا خواہش مند ہے اور ایمان والوں پر نہایت شفیق اور مہربان ہے۔“

اس آیت پر دو گواہیاں نہ ہونے کے باوجود اسے قبول کر لیا گیا۔ کیونکہ یہ آیت سیکڑوں حفاظ کو زبانی یاد تھی۔ اگر چہ سوائے حضرت خزیمہ انصاریؓ کے کسی پاس لکھی ہوئی موجود نہ تھی۔ دوسری وجہ یہ تھی کہ ایک دفعہ حضورؐ نے حضرت خزیمہؓ کی گواہی کو دو گواہوں کے گواہی کے برابر قرار دیا تھا۔ لہٰذا اس بنیاد پر بھی یہ آیت جمع کر لی گئی۔

اس طرح حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ نے نہایت درجہ احتیاط کے ساتھ ایک سال کی مدت میں سارا قرآن جمع کر لیا اور اسے ایک کتاب کی صورت میں پیش کر دیا۔ اس نسخے میں

ہر سورت الگ صحیفے میں درج تھی اور اس کا نام ''مصحف اُم'' یا ''مصحف امام'' رکھا گیا۔

اس نسخے کی چند خصوصیات یہ تھیں:

1۔ اس میں قرآنی آیات کو نبی ﷺ کی بتائی ہوئی ترتیب کے مطابق درج کیا گیا۔

2۔ اس میں سورتوں کو ملا کر نہیں لکھا گیا تھا بلکہ ہر سورت کو الگ الگ رکھا گیا۔

3۔ اس میں ساتوں حروف (سبعہ احرف یا قراءات) جمع تھے۔

4۔ اسے خط حمیری میں لکھا گیا تھا۔

5۔ اسے لکھوانے کا مقصد یہ تھا کہ ایک ایسا نسخہ مرتب ہو جائے جس پر تمام اُمت کی مہر تصدیق ثبت ہو اور ضرورت کے وقت اس کی طرف رجوع کیا جا سکے۔

عہد عثمانی میں قرآن کی تدوین:

حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کا مرتب کیا ہوا قرآن جسے " **مصحف الام** " یا "**مصحف الامام** " کا نام دیا گیا تھا، دور صدیقی میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس رہا۔ ان کی وفات کے بعد یہ مصحف حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس رہا اور اُن کی شہادت کے بعد یہ ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس رکھا گیا۔

لیکن دورِ عثمانی میں جب اسلام عرب سے نکل کر ایران وروم اور دوسرے عجمی ممالک تک پھیل گیا تو عجمی لوگوں کے لیے ایک نیا مسئلہ اُٹھ کھڑا ہوا۔ یہ قراءت کے اختلاف کا مسئلہ تھا۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ آرمینیا اور آذربائیجان کے محاذ پر جہاد میں شریک تھے۔ وہاں انہوں نے دیکھا کہ لوگ قرآن کی قراءت کے حوالے سے اختلاف کر رہے ہیں۔ مدینے واپس آکر اُنہوں نے امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اس مسئلے کی جانب متوجہ کیا تو انہوں نے صحابہ کرام کو جمع کر کے اُن کے سامنے یہ رائے رکھی کہ ''مصحف امام'' کی نقلیں تیار کر کے ملک کے تمام صوبوں میں بھجوا دی جائیں۔ قرآن صرف قریش کے

لہجے میں لکھا اور پڑھا جائے، کیونکہ نبی کریم ﷺ قریشی تھے، افصح العرب تھے اور قرآن قریش ہی کے لہجے میں اترا تھا۔

تمام صحابہ کرام نے امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اس رائے کی تائید کی۔ اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے ہاں سے مصحف الامام (مصحف ام) منگوالیا۔ پھر ایک چار رکنی کمیٹی تشکیل دی جن میں درج ذیل صحابہ کرام شامل تھے:

1۔ حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ
2۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ
3۔ حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ
4۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ہشام رضی اللہ عنہ

ان اصحاب کے ذمے یہ کام تھا کہ وہ مصحف امام (یا مصحف ام) کو مرتب صورت میں لکھ کر کتابی شکل دیں۔ اس پر انہوں نے اس کام کو اس طریقے سے سرانجام دیا کہ:

1۔ تمام سورتوں کو ترتیب کے ساتھ ملا کر ایک مصحف میں لکھا۔
2۔ پھر قرآن کے کل سات نسخے تیار کیے۔ جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حکم سے کوفہ، بصرہ، شام، مکہ، یمن اور بحرین بھجوا دیے گئے اور اُن کے ساتھ ایک قاری بھی اُسے پڑھ کر سنانے کے لیے بھیجا گیا۔
3۔ قرآن کا رسم الخط ایسا اختیار کیا گیا جس میں (قریش کی) تمام قراءتیں اور لہجے جائیں۔
4۔ قرآنِ مجید کے سات معیاری نسخے اور نقلیں تیار کرنے کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وہ تمام انفرادی نسخے جو مختلف صحابہ کرام کے پاس ذاتی طور پر تھے اُن کو نذرِ آتش کر دیا۔ تا کہ مسلمانوں کے درمیان قرآن پڑھنے کے بارے میں کوئی اختلاف باقی نہ رہے۔

اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک نسخہ مدینے میں اپنے پاس رکھا اور باقی چھ (6) نسخے ملک کے دوسرے صوبوں ...... کوفہ، بصرہ، شام، مکہ، یمن اور بحرین ...... میں بھجوا دیئے۔

ساتھ ہی اُن کو پڑھ کر سنانے والا ایک ایک قاری بھی ہر جگہ بھیج دیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اس کام کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سمیت تمام صحابہ کرام نے پسند کیا۔ امت مسلمہ پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا یہ بہت بڑا احسان ہے اور یہ اُن کے کارناموں میں سے ایک کارنامہ ہے۔

باب 6

قرآنی احکام کے بنیادی اصول

قرآنِ مجید میں بہت سے مضامین اور موضوعات کا ذکر آیا ہے۔ان میں توحید، رسالت، آخرت، پہلی قوموں اور انبیائے سابقین کے حالات و واقعات، عبادات، معاملات، اخلاقیات، اور عملی احکامات وغیرہ شامل ہیں۔قرآنِ مجید ایک مکمل ضابطۂ حیات (Code of Life) پیش کرتا ہے اور پوری انسانی زندگی کے لیے رہنما (Guide) ہے۔ وہ شریعت کا احکام کا پہلا اور بنیادی ماخذ (Basic Source) ہے۔

قرآنی احکام ایسی حکمتوں اور مصلحتوں پر مبنی ہیں جو انسانی فطرت کے عین مطابق ہیں اوران میں درج ذیل چار اصولوں کو بطور خاص ملحوظ رکھا گیا ہے:

1۔ اجمال واختصار (Brevity)

2۔ تدریج (Gradual Process)

3۔ آسان اور سہولت (Facilitation)

4۔ عدم حرج (Removing difficulty)

اب اِن چاروں کی تفصیل:

1۔اجمال واختصار:

قرآنِ مجید کے اکثر احکام مجمل اور مختصر ہیں۔عام طور پر احکامات کو سرسری طور پر بیان کیا گیا ہے اور اُن کی وضاحت نہیں کی گئی۔اگرچہ بعض احکام کو قرآن نے بڑی تفصیل سے بھی بیان کیا ہے، جیسے وراثت کے احکام وغیرہ۔تاہم بیشتر امور ایسے ہیں جن کی وضاحت اور تشریح ہمیں قرآن میں نہیں ملتی، بلکہ سنت میں ملتی ہے۔

مثال کے طور پر قرآن میں چوری کے جرم کے بارے میں ارشاد ہے کہ:

﴿ وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ○ ﴾ [المائدة:38]

''اور چور مرد ہو یا عورت ہو، دونوں کے ہاتھ کاٹ دو۔ یہی اُن کی کمائی کا بدلہ ہے اور اللہ کی طرف سے عبرت ناک سزا بھی۔ اور اللہ زبردست اور حکمت والا ہے۔''

اس آیت میں چور کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا گیا ہے۔ لیکن کئی باتوں کی وضاحت نہیں کی گئی۔ مثلاً چوری کی تعریف کیا ہے؟ چور کسے کہتے ہیں؟ کتنے مال کی چوری وہ چوری ہے، جس پر ہاتھ کاٹا جائے گا؟ کس قسم کے مال کی چوری قانونی طور پر چوری کہلائے گی؟ کن حالات میں چوری کی حد نافذ ہوگی اور کن حالات میں نافذ نہیں ہوگی؟ چوری کے جرم کو ثابت کرنے کے لیے کتنے گواہوں کی ضرورت ہوگی یعنی گواہوں کا نصاب کیا ہوگا؟ چور کا ہاتھ کہاں سے کاٹا جائے گا، کہنی سے یا کلائی سے یا کندھے سے؟ یہ سب باتیں قرآنِ مجید میں واضح نہیں ہیں اور جب تک یہ اُمور واضح نہ ہوں عملی طور پر چوری کی حد نافذ نہیں کی جا سکتی۔

ان تمام سوالوں کے جوابات ہمیں سنت میں ملتے ہیں اور چوری کی حد نافذ کرنے اور اس کی تفصیلات سنت سے واضح ہیں، کیونکہ سنت قرآن کی تشریح کرتی ہے۔

2۔ تدریج:

قرآنِ مجید قریباً تیئس (23) سال کے عرصے میں تھوڑا تھوڑا کر کے نازل ہوا۔ اس نے ایک بگڑے ہوئے معاشرے کی اصلاح کی جو راتوں رات نہیں ہو سکتی تھی۔ انسانوں کی بری عاداتِ کی اصلاح فوری طور پر ممکن نہیں۔ صدیوں کے غلط رسم ورواج کو جڑ سے اکھیڑنا ایک دو دن کا کام نہیں تھا۔ چنانچہ قرآنِ مجید کی مکی سورتوں میں زیادہ زور عقائد کی درستی اور ذہن سازی پر تھا اور عملی احکامات زیادہ تر مدنی سورتوں میں دیے گئے ہیں۔ لیکن تمام احکامات

کے سلسلے میں تدریج کا اصول کارفرما رہا ہے۔

مثال کے طور پر اسلام میں شراب پینا حرام ہے، لیکن اسے اچانک حرام قرار نہیں دیا گیا، بلکہ چار مختلف مراحل (Stages) میں اسے حرام ٹھہرایا گیا، تاکہ ایک بری عادت کی آہستہ آہستہ اصلاح کر دی جائے جو اچانک ختم نہیں ہو سکتی تھی۔ سب سے پہلے درجے میں شراب کے بارے میں ارشاد ہوا کہ:

﴿ وَمِنْ ثَمَرَاتِ النَّخِيلِ وَالْأَعْنَابِ تَتَّخِذُونَ مِنْهُ سَكَرًا وَرِزْقًا حَسَنًا ۗ ﴾
[النحل:67]

"اور تم کھجوروں اور انگوروں کے پھل سے نشے کی چیزیں بھی بناتے ہو اور کھانے کی اچھی چیز بھی۔"

گویا سب سے پہلے یہ بتایا گیا کہ شراب کوئی اچھا یا پاکیزہ رزق نہیں ہے، بلکہ ایک بری چیز ہے، جس سے بچنا چاہیے۔

پھر دوسرے درجے میں شراب کے بارے میں فرمایا گیا:

﴿ يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ۖ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِنْ نَفْعِهِمَا ۗ ﴾ [البقرة:219]

"اے نبیؐ! لوگ آپؐ سے شراب اور جوئے کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ آپؐ کہہ دیں کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے۔ ابھی بعض لوگوں کا مفاد ان سے وابستہ ہے۔ مگر ان دونوں کا گناہ ان سے وابستہ مفاد سے بڑھ کر ہے۔"

گویا اس موقع پر شراب نوشی کے کبیرہ گناہ ہونے کا بتا دیا گیا اور اس کاروبار سے وابستہ لوگوں کے مفاد کی طرف بھی اشارہ کر دیا اور پھر مفاد پر گناہ کو بھاری قرار دیا گیا۔

پھر تیسرے درجے میں یہ آیت اُتری کہ:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَىٰ حَتَّىٰ تَعْلَمُوا مَا

تَقُوْلُوْنَ ط ﴾ [النّساء:43]

''اے ایمان والو! نشے کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ۔ یہاں تک کہ جو کچھ تم زبان سے کہو اسے سمجھو۔''

اس موقع پر گویا یہ حقیقت بیان کی گئی کہ نمازوں کے اوقات میں شراب نوشی سے پرہیز کیا جائے، تاکہ نماز پڑھنے میں اس سے کوئی خلل واقع نہ ہو۔

پھر چوتھے اور آخری درجے میں حکم ہوا کہ:

﴿ يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ o إِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ج فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ o ﴾

[المائدة:91-90]

''اے ایمان والو! شراب، جوا، بتوں کے آستانے اور تیروں سے فال گیری سب گندے کام ہیں شیطان کے، لہٰذا ان سے بچو تاکہ تم فلاں پاؤ۔ شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے تمہارے درمیان دشمنی اور بغض ڈال دے اور تمہیں اللہ کی یاد سے اور نماز سے روک دے۔ تو کیا تم باز نہیں آؤ گے؟''

اس طرح شراب کو مکمل طور پر حرام ٹھہرایا گیا۔ (اور پھر سنت میں اس کے لیے سزا بھی رکھی گئی۔)

اس مقام پر ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول بھی قابل غور ہے:

''پہلے وہ سورتیں نازل ہوئیں جن میں جنت و دوزخ کا ذکر ہے۔ پھر جب لوگ اسلام پر مضبوطی سے قائم ہو گئے تو حلال و حرام کے احکام نازل ہوئے۔ اگر شراب سے ابتدا میں روکا جاتا تو لوگ نہ رکتے اور اگر انہیں شروع میں زنا چھوڑنے کا حکم دیا

جاتا تو وہ اس سے باز نہ آتے۔" [بحوالہ صحیح بخاری، مسند احمد]

اس سے معلوم ہوا کہ قرآنی احکامات میں تدریج کا اصول مدِ نظر رکھا گیا ہے۔

3۔ آسانی اور سہولت:

قرآنی احکام میں آسانی اور سہولت کو بھی ملحوظ رکھا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ خالق کائنات ہے اور اس نے انسان کو بھی پیدا فرمایا ہے اور وہ اس کی فطرت، نفسیات، مزاج اور اس کی طبیعت سے خوب واقف ہے۔ اللہ سبحانہٗ نے انسان کے لیے وہی احکام دیے ہیں، جنہیں کرنے کی وہ طاقت رکھتا ہے۔

ارشادِ خداوندی ہے کہ:

﴿ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ﴾ [البقرة:286]

"اللہ کسی پر اُس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔"

ایک اور جگہ فرمایا:

﴿ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ﴾ [البقرة:185]

"اللہ تمہارے لیے آسانی چاہتا ہے اور وہ تم پر سختی نہیں چاہتا۔"

ایک اور مقام پر ارشاد ہوا کہ:

﴿ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ ۚ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا ﴾ [النساء:28]

"اللہ چاہتا ہے کہ تم سے بوجھ ہلکا کرے، کیونکہ انسان کمزور بنایا گیا ہے۔"

اس سلسلے میں چند احادیث بھی ملاحظہ ہوں:

1۔ ((بُعِثْتُ بِالْحَنِيْفِيَّةِ السَّمْحَةِ.)) [مسند احمد]

"مجھے آسان اور سیدھا سادا دین دے کر بھیجا گیا۔"

2۔ ((اَلدِّيْنُ يُسْرٌ.)) [بخاری، نسائی]

”دین آسانی کا نام ہے۔“

3۔ نبی اکرم ﷺ نے سرکاری ملازموں کو ارشاد فرمایا کہ:

((يَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا.)) [بخاری و مسلم]

”آسانی پیدا کرو اور تنگی اور مشکل پیدا نہ کرو۔“

اس سے معلوم ہوا کہ قرآن وسنت نے ہمارے دین میں بہت آسانیاں رکھی ہیں۔

4۔ عدم حرج:

قرآنی احکام میں تنگی اور دشواری نہیں ہے۔ جہاں کوئی تنگی یا دشواری آ جائے، وہاں رخصت دے دی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ﴾ [الحج:78]

”اور اُس اللہ نے دین کے معاملے میں تم پر کوئی تنگی نہیں رکھی۔“

ایک اور مقام پر فرمایا گیا:

﴿ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ﴾ [البقرة:185]

”اللہ تمہارے لیے آسانی چاہتا ہے اور وہ تم پر سختی نہیں چاہتا۔“

مزید فرمایا گیا کہ:

﴿ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ ﴾ [مائدة:6]

”اللہ نہیں چاہتا کہ تم پر کوئی تنگی ڈالے۔“

آسانی سہولت اور عدم حرج میں فرق ہے، مثال کے طور پر آسانی سہولت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پورے سال میں صرف ایک ماہ (رمضان) کے روزے فرض کیے ہیں۔ عدم حرج یہ ہے کہ اگر رمضان کے مہینے میں بھی کوئی بیمار یا مسافر ہو تو اُسے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے۔

بعد میں جب چاہے اپنے چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا پوری کر لے۔ جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۭ ﴾

[البقرة:184]

"پھر اگر کوئی بیمار ہو یا مسافر ہو تو اور دنوں میں قضا روزے رکھ کر تعداد پوری کر لے۔"

گویا پہلے سے کسی حکم میں جو آسانی رکھی گئی ہے وہ سہولت ہے اور اس پہلے حکم پر عمل کے وقت کوئی دشواری یا تنگی پیش آ گئی تو مزید رُخصت دے دی گئی اور یہی عدمِ حرج ہے۔ اور یہ بندوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔

باب 7

قرآن کی ایک تشبیہ

قرآنِ حکیم نے اپنی دعوت کو انتہائی فصیح و بلیغ انداز میں پیش کرنے کے لیے بہت سے ادبی محاسن۔تشبیہ، استعارہ، تمثیل، کنایہ، تجنیس، مجاز مرسل، لف ونشر اور مراعات النظیر وغیرہ سے خوب کام لیا ہے۔اس پہلو سے قرآنِ مجید کے اسلوبِ بیان میں وہ اعجاز موجود ہے جس کی نظیر پیش کرنے سے کلامِ انسانی قاصر ہے:

﴿ قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ۝ ﴾ [بنی اسرائیل:88]

”(اے نبیؐ!) تم کہو کہ اگر سارے انسان اور جن اس بات کے لیے جمع ہو جائیں کہ اس جیسا قرآن لے آئیں تو اس جیسا نہ لاسکیں گے، خواہ ایک دوسرے کے مددگار بھی بن جائیں۔“

سورۂ بقرہ میں قوم بنی اسرائیل کی داستانِ عبرت کے ضمن میں ایک ایسی ہی بلیغ تشبیہ دی گئی ہے، جس سے بڑھ کر کسی کی بلاغت کا تصور مشکل ہے۔

ارشادِ خداوندی ہے کہ:

﴿ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ؕ وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ ﴾ [البقرة:74]

”پھر اُس کے بعد تمہارے دل سخت ہو گئے، گویا کہ وہ پتھر ہیں یا اُن سے بھی سخت تر۔

اور بعض پتھر تو ایسے ہیں کہ ان سے پانی کے چشمے پھوٹ نکلتے ہیں اور بعض ایسے کہ جب پھٹتے ہیں تو اُن میں سے پانی بہنے لگتا ہے اور بعض ایسے کہ خوفِ الٰہی سے گر پڑتے ہیں۔ اور اللہ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں ہے۔"

قساوتِ قلبی کیا ہے؟

آیت زیرِ نظر میں جس "قساوتِ قلبی" کا ذکر ہے اس کی حقیقت کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے انسان کو جس قدر ذہنی اور جسمانی صلاحیتیں عطا کی ہیں ان میں ایک قدر مشترک یہ بھی ہے کہ اگر اُن میں سے کوئی صلاحیت استعمال میں نہ لائی جائے یا اُسے بے محل استعمال کی جائے تو وہ بتدریج کم ہو کر بالآخر ختم اور معدوم ہو جاتی ہے۔ یہی حال انسان کے فہم وتدبر کی اُس صلاحیت کا ہے جو حقائق وواقعات کو سمجھتی اور اُن سے تاثر لیتی ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص کسی امر واقعہ اور قولِ حق سے مسلسل اِعراض وانکار کا رویہ اختیار کرے تو ایک وقت آتا ہے جب اُس کے دل میں اس حقیقت اور سچائی کے خلاف ایک ضد اور چڑ سی پیدا ہو جاتی ہے۔ پھر نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ فہم وتدبر کی وہ صلاحیت بالکل ٹھٹھر کر رہ جاتی ہے۔ قساوتِ قلبی کی وجہ سے انسان فہم وتدبر کی صلاحیت سے محروم ہو کر امرِ حق کی تکذیب کرنے پر اُڑ جاتا ہے۔

قرآنِ حکیم ان کور ذوقوں اور عقل کے اندھوں کی کیفیت یوں بیان کرتا ہے کہ: "اُن کے دلوں پر مہر لگادی گئی۔ اُن کے دل سخت ہو گئے۔ ان کے دل اندھے ہو گئے۔ اُن کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہے۔ ان کے دل ٹیڑھے ہو گئے۔ اُن کے دلوں پر قفل چڑھے ہوئے ہیں۔ ان کے دل زنگ آلود ہو گئے ہیں۔ ان کے دل غافل ہیں۔" وغیرہ ذالک۔

قرآنِ حکیم کی یہ ساری تعبیریں اپنے لفظی اختلاف کے باوصف معنوی طور پر ایک ہی مفہوم رکھتی ہیں۔ جو لوگ دعوتِ حق کے جواب میں غور وفکر سے کام نہیں لیتے اور اُن کا یہ عدم تفکر مسلسل جاری رہتا ہے تو ایک وقت آتا ہے جب غور وتفکر کی صلاحیت ہی ختم ہو جاتی ہے اور قبولِ حق کی استعداد ہی باقی نہیں رہتی۔

آیت میں قوم بنی اسرائیل کے دلوں کی جس سختی کا ذکر ہوا ہے اُس کی تفصیل یہ ہے کہ یہ قوم یعقوب علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد ﷺ کے زمانے تک پورے ڈھائی ہزار برس کے عرصے میں انبیاء کرام کی دعوتِ حق سے مسلسل انحراف کرتی رہی۔ اسے اللہ تعالیٰ نے وہ نعمتیں عطا کی تھیں، جو کسی اور قوم کے حصے میں نہیں آئیں۔ اسے لشکر فرعون سے بچانے کے لیے بحرِ قلزم کا سینہ چھلنی کیا گیا۔ صحرائے سینا کی چلچلاتی دھوپ میں اس کی خاطر بادلوں کے سائباں تانے گئے۔ اس کی خوراک اور طعام کے لیے من وسلویٰ کا دستر خوان بچھایا گیا۔ اس کی پیاس بجھانے کے لیے پتھر کی چٹانوں سے پانی کے چشمے نکالے گئے، اس کی ہدایت کے لیے الواحِ توریت نازل کی گئیں، اس کی رہنمائی کے لیے پے در پے انبیاء کرام مبعوث کیے گئے۔

مگر ان تمام تر انعاماتِ الٰہیہ کے باوجود ان لوگوں کا رویہ کیا رہا؟ یہ لوگ فراعنۂ مصر کی غلامی سے نجات پانے کے فوراً بعد بت پرستی کی طرف جھک گئے۔ انہوں نے موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے کے لیے اللہ تعالیٰ کو بچشم سر دیکھنے کی شرط لگائی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک گائے ذبح کرنے کا حکم دیا تو ان کی زبانیں سوال در سوال کے لیے کھل گئیں۔ انہوں نے سامری کے ایک اشارے پر گائے کی پرستش کرنی شروع کر دی، مگر ہارون علیہ السلام کی دعوتِ توحید پر کوئی کان نہ دھرا۔ انہوں نے حدود اللہ کو توڑا اور حلال وحرام کی تمیز مٹادی۔ خدا کی کتاب توریت میں من مانی تحریفیں کر ڈالیں۔ یوم السبت یعنی ہفتے کے بارے میں حکم الٰہی کی خلاف ورزی کی اور شریعتِ الٰہیہ میں حیلہ سازی کی بدعت ایجاد کی۔ انہوں نے ہدایت الٰہی سے منہ موڑا اور جادوگری کا ارتکاب کیا۔ اللہ تعالیٰ کے فرستادہ نبیوں کو مشق ستم بنایا اور اُن میں سے بعض کو قتل کر ڈالا، خوفِ الٰہی کے بجائے ان کے دلوں پر خوفِ مرگ طاری ہوا۔ اُنہوں نے دنیا پرستی اور آخرت فراموشی اختیار کی۔ اپنے آپ کو اس غرے میں مبتلا کیا کہ جنت میں سوائے اُن کے کوئی اور داخل نہ ہو سکے گا۔ رہا دوزخ کا عذاب تو وہ اُن کے بڑے سے بڑے مجرم کے

لیے بھی چند روز سے زیادہ مدت کے لیے نہیں ہوگا۔ اس قوم نے ''یہودیت'' ہی کو معیارِ ہدایت قرار دے کر تمام غیر یہودیوں کو گمراہ کہا، اور انبیاء علیہم السلام اور اہلِ حق کی ہر دعوت کا جواب '' قُلُوبُنَا غُلْفٌ '' (ہمارے دل محفوظ ہیں۔) کے منفی انداز میں دیا۔

بنی اسرائیل کے یہی وہ جرائم تھے، جن کے مسلسل ارتکاب نے ان کے دلوں کو سخت کر دیا تھا۔ کسی کی طرف سے معمولی ہمدردی اور تحفے پر ہر انسان کی گردن جذبۂ شکر و امتنان سے جھک جاتی ہے، مگر یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں اور بے مثال بخشائشوں سے متمتع ہونے کے باوجود ناقدری اور ناشکری کی تصویر بنے رہے۔ وہ کلامِ الٰہی جو اگر پہاڑوں پر نازل ہو جاتا تو وہ خشیت الٰہی سے پھٹ جاتے اور ریزہ ریزہ ہو جاتے، مگر ان لوگوں کے اصنامِ قلوب کو نرم و گداز اور متاثر نہ کر سکا۔ بلکہ اُلٹا اس سے ان کے دل مزید سخت ہو گئے اور اتنے سخت کہ پتھر بھی ان کے آگے ہیچ ٹھہرے۔ پتھروں میں یہ صلاحیت موجود ہے کہ اُن سے پانی کے چشمے بہہ نکلیں، وہ اگر ٹوٹ جائیں تو اُن سے پانی بہنے لگے، وہ بلندی سے گر کر بھی اپنی ہستی کا ثبوت دے سکتے ہیں مگر یہ لوگ بالکل مردہ ہو چکے تھے۔

پتھروں اور بنی اسرائیل کے دلوں کی سختی کا تقابل کرتے ہوئے فرمایا کہ پتھروں پر ان کی سختی کے باوصف حرکت، تاثر، خستگی اور خود گدازی کی بعض کیفیات وارد ہو سکتی ہیں مگر بنی اسرائیل کے دل ان کیفیات سے محروم ہیں۔ جو قوم اشرف المخلوقات تھی وہ اب اسفل السافلین کے مقام پر گر چکی ہے۔ غور کیجئے کہ اس تقابل کے بعد سختی کا پلڑا بنی اسرائیل کے دلوں کی جانب کتنا جھک گیا ہے اور یہ تشبیہ اپنے معنوی تاثر کو کہاں سے کہاں لے گئی ہے!

دراصل بنی اسرائیل کے انقلابِ حال سے متعلق یہ قرآنی تشبیہ کسی مبالغہ آرائی یا شاعری پر مبنی نہیں ہے بلکہ تمام تر صورتِ واقعہ یہی ہے۔ بنی اسرائیل صحرا نوردی کے دوران میں خود اپنی آنکھوں سے یہ مشاہدہ کر چکے تھے کہ کس طرح پتھر کی ایک چٹان سے پانی کے بارہ چشمے پھوٹے اور انہوں نے بچشم سر تا کوہِ طور کے ایک حصے کو تجلی ربانی کے باعث ریزہ ریزہ

ہوتے دیکھ لیا تھا۔ اس طرح جب قرآن نے بنی اسرائیل کے واقعات ہی کو تشبیہ کے انداز میں ان کے سامنے پیش کر دیا تو ان کے لیے انکار کی گنجائش کہاں باقی رہی؟

اس طرح قرآنِ حکیم نے یہ حقیقت بھی واضح کر دی کہ پتھروں میں ان کی سختی اور صلابت کے باوجود زندگی کا ایک لطیف احساس پایا جاتا ہے، جو حرکت، تاثر اور تغیر سے عبارت ہے اور جو کسی حال میں بھی ان سے الگ نہیں ہوتا۔ اس کے برعکس بنی اسرائیل مردہ ہو چکے اور ان میں زندگی کی کوئی رمق باقی نہ رہی۔ اب ان کے لیے کسی نبی کی ہدایت، کسی کتاب کی تعلیم اور کسی حکیم کی نصیحت کارگر اور مؤثر نہیں ہو سکتی۔ اب صورِ اسرافیل کے سوا کوئی انہیں جگا نہیں سکتا۔

پتھر اپنے اندر سے پانی کے چشمے بہا سکتے ہیں، مگر بنی اسرائیل کے دلوں کے سوتے خشک ہو چکے تھے۔ پتھروں کی رگوں کے اندر سے حیات بخش پانی کے فوارے چھوٹ سکتے ہیں مگر بنی اسرائیل کے جسم کے شریانوں میں زہر بھر چکا تھا اور ان میں روحانی زندگی کے کوئی آثار باقی نہ رہے۔ پتھروں میں اثر پذیری کی وہ صلاحیت پائی جاتی ہے جس سے ان میں ایک بے نام احساس موجود رہتا ہے، مگر بنی اسرائیل کی بے حسی پر ہوا میں اڑنے والے پرندے، پانی میں تیرنے والی مچھلیاں اور بلندی سے لڑھکنے والے پتھر بھی ماتم کناں ہیں۔ افسوس! آج مسلمان بھی بنی اسرائیل کے اس آئینے میں اپنی تصویر دیکھ سکتے ہیں۔

قرآن کی یہ تشبیہ کتنی عمدہ، مؤثر اور بلیغ ہے۔

باب 8

قرآنی جواہر پارے

قرآنِ مجید خدائے حکیم کا وہ پر حکمت کلام ہے جو اپنی فصاحت و بلاغت میں بے مثل و بے عدیل ہے۔ تمام مخلوقات مل کر بھی اس جیسا کلام لانے سے قاصر ہیں۔

﴿ قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ ھٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا ٥ ﴾ [بنی اسرائیل:88]

"اے نبی! آپ اُن لوگوں سے کہہ دیں کہ اگر تمام انسان اور جن مل کر اس جیسا قرآن لانا چاہیں تو کبھی نہیں لاسکتے، اگرچہ وہ ایک دوسرے کے مددگار بن جائیں۔"

بلکہ قرآنِ حکیم کی کسی چھوٹی سے چھوٹی سورت کی نظیر لانا بھی ممکن نہیں:

﴿ وَاِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ٥ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ صلے ج اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ ٥ ﴾ [البقرۃ:24-23]

"اور اگر تمہیں اس کتاب کے بارے میں ذرا بھی شک ہو، جو ہم نے اپنے خاص بندے پر نازل کی ہے کہ یہ اللہ کی طرف سے نہیں ہے تو تم بھی اس جیسی کوئی سورت بنا لاؤ! اور اللہ کے سوا جنہیں تم نے اپنا حمایتی سمجھ رکھا ہے، ان سب کو اپنی مدد کے لیے بلا لو، اگر تم سچے ہو۔ پھر اگر ایسا نہ کرسکو اور تم ہرگز نہیں کر سکتے تو اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں، اور جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔"

دورِ جاہلیت کے ایک عظیم شاعر لبید جو بعد میں مسلمان ہو گئے تھے، نے اسی معجز کلام کو

دیکھ کر کہا تھا کہ:

((مَا هٰذَا قَوْلُ الْبَشَرِ))

"یہ انسانی کلام نہیں ہے۔"

ایسے فصیح و بلیغ کلام میں سے کچھ انتخاب کرنا بہت مشکل ہے، کیونکہ یہاں معاملہ یہ ہے کہ: ؎

کرشمہ دامنِ دل می کشد کہ جا ایں جاست

تاہم اپنے فکر نارسا اور فہم ناقص سے 170 قرآنی ادب پارے منتخب کیے ہیں۔ جنہیں چند عنوانات کی لڑیوں میں بھی پرو دیا ہے۔ یہ قرآنی ادب پارے سادہ بھی ہیں، پرکار بھی، حکمت بھرے بھی ہیں، دل نشیں بھی، فکر انگیز بھی ہیں ایمان پرور بھی۔ ملاحظہ کیجیے:

ایمانیات

(1) ﴿ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ ﴾ [البقرة:20]

"بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

(2) ﴿ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ ﴾ [آل عمران:119]

"بے شک اللہ سینوں میں چھپی باتوں کو بھی جانتا ہے۔"

(3) ﴿ وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ ﴾ [البقرة:163]

"اور تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔"

(4) ﴿ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ ۢ بِالْعِبَادِ ۚ ﴾ [البقرة:207]

"اور اللہ اپنے بندوں پر بڑی شفقت فرمانے والا ہے۔"

(5) ﴿ وَاللّٰهُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ۝ ﴾ [الجمعة:11]

"اور اللہ بہترین روزی رساں ہے۔"

(6) ﴿ إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِيْنَ ۝ ﴾ [البقرة:153]

"بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔"

(7) ﴿ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ ﴾ [البقرة:216]

"اور اللہ سب کچھ جانتا ہے تم نہیں جانتے۔"

(8) ﴿ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِالْعِبَادِ ۚ ﴾ [آل عمران:15]

"اور اللہ بندوں کو دیکھ رہا ہے۔"

(9) ﴿ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝ ﴾ [المائدة:42]

"بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔"

(10) ﴿ إِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ ﴾ [الاعراف:56]

"بے شک اللہ کی رحمت نیکو کاروں کے قریب ہے۔"

(11) ﴿ وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ۚ ﴾ [الاعراف:156]

"اور میری رحمت ہر چیز پر چھائی ہوئی ہے۔"

(12) ﴿ إِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ۚ ﴾ [هود:107]

"بے شک تمہارا رب جو چاہے کرتا ہے۔"

(13) ﴿ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ ﴾ [البقرة:195]

"بے شک اللہ نیکی کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔"

(14) ﴿ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ۚ ﴾ [البقرة:205]

"اللہ تعالیٰ فساد اور بگاڑ کو ناپسند کرتا ہے۔"

(15) ﴿ إِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ ﴾ [آل عمران:37]

"بے شک اللہ جسے چاہے بے حساب روزی دیتا ہے۔"

(16) ﴿ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ۝ ﴾ [آل عمران:159]

"بے شک اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔"

(17) ﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ ﴾ [الانفال:58]

"بے شک اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔"

(18) ﴿ اِنَّ رَبِّيْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ ﴾ [هود:61]

"بے شک میرا پروردگار قریب بھی ہے اور دعائیں بھی قبول کرتا ہے۔"

(19) ﴿ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ﴾ [الرعد:26]

"اللہ جس کی روزی چاہے فراخ کر دے یا کم کر دے۔"

(20) ﴿ اَفِي اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ﴾ [ابراهيم:10]

"کیا اس اللہ کے موجود ہونے میں شک ہے جو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے؟"

(21) ﴿ وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ ﴾ [النحل:71]

"اور اللہ نے روزی میں تمہیں ایک دوسرے پر فوقیت دی ہے۔"

(22) ﴿ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ﴾ [طٰهٰ:5]

"خدائے رحمان عرش پر قائم ہے۔"

(23) ﴿ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ﴾ [النور:35]

"اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔"

(24) ﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴾ [القصص:77]

"بے شک اللہ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔"

(25) ﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ ﴾ [القصص:76]

"بے شک اللہ اِترانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔"

(26) ﴿ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ﴾ [الزمر:53]

"اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔"

(27) ﴿ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ۚ ﴾ [الشوریٰ:11]

"کوئی چیز اللہ کی مثل نہیں۔"

(28) ﴿ وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِينَ ۝ ﴾ [الجاثية:19]

"اور اللہ پرہیزگاروں کا دوست ہے۔"

(29) ﴿ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ ۝ ﴾ [ق:16]

"اور ہم انسان کی شاہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔"

(30) ﴿ وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ ۚ ﴾ [الحديد:4]

"اور تم جہاں کہیں بھی ہو اللہ تمہارے ساتھ ہے۔"

(31) ﴿ هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ ﴾ [الحديد:3]

"اور وہی اللہ اول بھی ہے آخر بھی، ظاہر بھی ہے اور باطن بھی۔"

(32) ﴿ وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ ۚ ﴾ [الطلاق:3]

"اور جو اللہ پر توکل کرے، اللہ اس کے لیے کافی ہے۔"

(33) ﴿ اللَّهُ الصَّمَدُ ۝ ﴾ [الاخلاص:2]

"اللہ بے نیاز ہے۔"

(34) ﴿ أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِينَ ۝ ﴾ [التين:8]

"کیا اللہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا نہیں ہے؟"

(35) ﴿ إِنَّ هُدَى اللَّهِ هُوَ الْهُدَىٰ ۚ ﴾ [البقرة:120]

"بے شک اللہ کی ہدایت ہی اصل ہدایت ہے۔"

(36) ﴿ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِّلَّهِ ۚ ﴾ [البقرة:165]

"ایمان والے ہر چیز سے بڑھ کر اللہ سے محبت کرتے ہیں۔"

(37) ﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ﴾ [البقرة:190]

”بے شک اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔“

(38) ﴿ وَاِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ﴾ [آل عمران:19]

”اللہ کے ہاں دین صرف اسلام ہی ہے۔“

(39) ﴿ وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ ﴾ [آل عمران:57]

”اور اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔“

(40) ﴿ مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ﴾ [النّساء:80]

”جس نے رسول کی اطاعت کی، اس نے اللہ کی اطاعت کی۔“

(41) ﴿ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴾ [الانعام:136]

”بے شک ظالم لوگ فلاح نہیں پائیں گے۔“

(42) ﴿ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ ﴾ [یونس:47]

”ہر امت کے لیے رسول ہے۔“

(43) ﴿ وَمَا تَوْفِیْقِیْۤ اِلَّا بِاللّٰهِ ﴾ [هود:88]

”اور مجھے اللہ ہی توفیق دے گا۔“

(44) ﴿ اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ﴾

[التوبة:111]

”بے شک اللہ نے جنت کے بدلے اہل ایمان سے ان کے جان و مال خرید لیے ہیں۔“

(45) ﴿ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ ﴾ [هود:18]

”ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔“

(46) ﴿ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ﴾ [ابراهیم:34]

”اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو شمار نہیں کر سکتے۔“

(47) ﴿ اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوْنٍ ۝ ﴾ [الحجر:45]

"بے شک پرہیز گار لوگ باغوں اور چشموں میں رہیں گے۔"

(48) ﴿ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ ﴾ [الحجر:9]

"بے شک ہم نے اس قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔"

(49) ﴿ وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِہٖ لِیُبَیِّنَ لَھُمْ ط ﴾[ابراھیم:14]

"اور ہم نے ہر قوم میں اس کی زبان بولنے والا رسول بھیجا تاکہ وہ اچھی طرح انہیں سمجھا سکے۔"

(50) ﴿ مَا عِنْدَکُمْ یَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰہِ بَاقٍ ط ﴾ [النحل:96]

"جو کچھ تمہارے پاس ہے ختم ہو جائے گا مگر جو اللہ کے پاس ہے ہمیشہ باقی رہے گا۔"

(51) ﴿ اِنَّ ھٰذَا الْقُرْآنَ یَھْدِیْ لِلَّتِیْ ھِیَ اَقْوَمُ ط ﴾ [بنی اسرائیل:9]

"بے شک یہ قرآن ایسی راہ دکھاتا ہے جو بالکل سیدھی ہے۔"

(52) ﴿ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ ط ﴾ [بنی اسرائیل:39]

"اور اللہ کے ساتھ کسی کو معبود نہ بناؤ۔"

(53) ﴿ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَھُوْنَ تَسْبِیْحَھُمْ ط ﴾

[بنی اسرائیل:44]

"اور کوئی چیز ایسی نہیں جو اللہ کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کرتی ہو لیکن تم اس تسبیح کو سمجھ نہیں سکتے۔"

(54) ﴿ مِنْھَا خَلَقْنٰکُمْ وَفِیْھَا نُعِیْدُکُمْ وَمِنْھَا نُخْرِجُکُمْ تَارَۃً اُخْرٰی ط ﴾

[طٰہٰ:55]

"اسی زمین سے ہم نے تمہیں پیدا کیا، پھر اسی میں لوٹائیں گے اور پھر ایک بار اسی سے نکالیں گے۔"

(55) ﴿ لَوْ كَانَ فِيْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ ﴾ [الانبياء:22]

''اگر اللہ کے سوا اور معبود بھی ہوتے تو کائنات کا نظام درہم برہم ہو جاتا۔''

(56) ﴿ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ ﴾ [الانبياء:107]

''اور اے نبیؐ! ہم نے آپ کو سارے جہان کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔''

(57) ﴿ وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ۚ ﴾ [الحج:40]

''اور اللہ ان کی مدد کرے گا، جو اس کے دین کی خدمت کریں گے۔''

(58) ﴿ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ۝ ﴾

[المؤمنون:115]

''لوگو! کیا تم نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ ہم نے تمہیں یونہی بے مقصد پیدا کیا ہے اور یہ کہ تمہیں ایک روز ہمارے سامنے پیش نہیں ہونا۔''

(59) ﴿ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝ ﴾ [النور:54]

''رسول کا کام صاف صاف پیغامِ حق پہنچا دینا ہے۔''

(60) ﴿ صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ ﴾ [النّمل:88]

''اللہ کی کاری گری ہے جس نے ہر چیز کو مضبوطی کے ساتھ بنایا ہے۔''

(61) ﴿ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ ﴾ [الروم:47]

''ایمان والوں کی مدد کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔''

(62) ﴿ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۝ ﴾ [لقمان:13]

''بے شک شرک بڑا بھاری ظلم ہے۔''

(63) ﴿ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ۚ ﴾ [الروم:34]

''اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ کس سرزمین میں مرے گا۔''

(64) ﴿ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ۚ ﴾ [الاحزاب:21]

"اے مسلمانو! تمہارے لیے اللہ کے رسول کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔"

(65) ﴿ يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ۝ ﴾ [فاطر:15]

"اے لوگو! تم ہر وقت اللہ کے محتاج ہو، اور اللہ بے نیاز اور تعریف کے لائق ہے۔"

(66) ﴿ أَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِينَ كَالْفُجَّارِ ﴾ [صٓ:28]

"کیا ہم پرہیزگاروں اور بداعمالیاں کرنے والوں سے یکساں سلوک کریں گے؟"

(67) ﴿ أَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِينَ كَالْمُجْرِمِينَ ۝ ﴾ [القلم:35]

"کیا ہم فرمانبرداروں اور مجرموں سے ایک جیسا سلوک کریں گے۔"

(68) ﴿ وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ ۝ ﴾ [القلم:4]

"اور اے نبیؐ! بے شک آپؐ کے اخلاق اعلیٰ درجے کے ہیں۔"

(69) ﴿ إِنَّ هَٰذِهِ تَذْكِرَةٌ ۖ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا ﴾ [المزمل:19]

"بے شک یہ ایک نصیحت ہے، اب جس کا جی چاہے اپنے رب کی راہ ہدایت اختیار کرلے۔"

(70) ﴿ يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ ۝ ﴾ [الانفطار:6]

"اے انسان! تجھے اپنے رب کریم کے بارے میں کس نے دھوکے میں ڈال رکھا ہے؟"

(71) ﴿ وَاتَّبِعُوا أَحْسَنَ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ ﴾ [الزمر:55]

"اور پیروی کرو اس بہترین چیز کی، جو تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس بھیجی گئی۔"

(72) ﴿ أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِلْمُتَكَبِّرِينَ ۝ ﴾ [الزمر:60]

"کیا تکبر کرنے والوں کا ٹھکانا دوزخ نہیں ہے۔"

(73) ﴿ يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ ۝ ﴾ [المؤمن:19]

"وہ (اللہ) نگاہوں کی چوری کو بھی جانتا ہے اور سینوں کے اندر چھپے رازوں کو بھی۔"

(74) ﴿ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ﴾ [المؤمن:39]

"یہ دنیا کی زندگی چند روزہ ہے اور اصل منزل آخرت ہے۔"

(75) ﴿ اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ﴾ [الجاثية:23]

"کیا تو نے ایسے شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہش ہی کو اپنا معبود بنا رکھا ہے؟"

(76) ﴿ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ﴾ [محمد:24]

"کیا یہ لوگ قرآن پر غور نہیں کرتے، یا ان کے دلوں پر تالے لگے ہوئے ہیں۔"

(77) ﴿ وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴾ [الذاريات:49]

"اور ہم نے ہر چیز کا جوڑا پیدا کیا، تاکہ تم ہماری قدرت وحکمت پر غور کرو۔"

(78) ﴿ لَيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ﴾ [النجم:39]

"انسان کو اتنا ہی ملے گا، جتنا اس نے کوشش کی۔"

(79) ﴿ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴾ [الرحمٰن:26]

"جو کچھ روئے زمین پر ہے سب فنا ہو جانے والا ہے۔"

(80) ﴿ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴾ [القمر:17]

"اور ہم نے اس قرآن کو ہدایت کے لیے بہت آسان کر دیا ہے، تو ہے کوئی اس سے ہدایت حاصل کرنے والا؟"

(81) ﴿ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾ [الواقعة:80]

"یہ قرآن پروردگار عالم کا نازل کیا ہوا ہے۔"

(82) ﴿ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴾ [المجادلة:22]

"سن رکھو کہ اللہ کی پارٹی ہی کامیاب رہے گی۔"

(83) ﴿ وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ ﴾ [الحشر:7]

"رسولؐ جو کچھ تمہیں دے وہ لے لو اور جس چیز سے روکے، اُس سے رُک جایا کرو۔"

(84) ﴿ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ ﴾ [التغابن:12]

"اور اللہ کی اطاعت کرو اور اُس کے رسولؐ کی اطاعت کرو۔"

(85) ﴿ اِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى ۝ ﴾ [اللیل:12]

"بے شک راہ ہدایت کو واضح کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔"

(86) ﴿ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝ ﴾ [القدر:1]

"بے شک ہم نے اس قرآن کو لیلۃ القدر میں نازل کیا ہے۔"

(87) ﴿ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝ ﴾ [الزلزال:8]

"وہ جس نے ذرہ بھر بھی نیکی کی ہو گی اُسے دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ بھر بُرائی کی ہو گی اُسے بھی دیکھ لے گا۔"

عبادات

(88) ﴿ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ۝ ﴾ [طٰه:14]

"اور میری یاد کے لیے نماز پڑھا کرو۔"

(89) ﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۚ ﴾ [البقرة:153]

"اے ایمان والو! مشکل حالات میں صبر اور نماز سے مدد لو۔"

(90) ﴿ فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ۝ ﴾

[البقرة:152]

''تم مجھے یاد رکھو، میں تمہیں یاد رکھوں گا،اور میرا شکرادا کرو، ناشکری نہ کرو۔''

(91) ﴿ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ ﴾ [البقرة:201]

''اے ہمارے رب! ہمیں دنیا اور آخرت میں خیر و برکت عطا فرما اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔''

(92) ﴿ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ ﴾ [آل عمران:122]

''اور اللہ ہی پر ایمان والوں کو بھروسا کرنا چاہیے۔''

(93) ﴿ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ ﴾ [آل عمران:138]

''اور تمھی سر بلند ہو بشرطیکہ تم مومن ہو۔''

(94) ﴿ اِنَّ الصَّلٰوةَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مَّوْقُوْتًا ۝ ﴾ [النساء:103]

''بے شک نماز وقت کی پابندی کے ساتھ ایمان والوں پر فرض ہے۔''

(95) ﴿ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ط ﴾ [الانعام:161]

''جو کوئی ایک نیکی لائے گا اُسے دس نیکیوں کا ثواب ملے گا۔''

(96) ﴿ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۝ ﴾ [الرعد:28]

''آگاہ رہو کہ اللہ کے ذکر ہی سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔''

(97) ﴿ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ ط ﴾ [ابراھیم:7]

''اگر تم شکر کرو گے تو میں اور دوں گا۔''

(98) ﴿ رَبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ۝ ﴾ [طٰه:114]

''اے رب! میرے علم میں اضافہ فرما۔''

(99) ﴿ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ ﴾

[الانبیاء:87]

”تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تیری ذات پاک ہے، میں ظالموں میں سے ہوں۔“

(100) ﴿ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴾ [المؤمنون:118]

”اے رب! مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما، تو ہی بہترین رحم فرمانے والا ہے۔“

(101) ﴿ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ ﴾ [الفرقان:58]

”اور اُس زندہ جاوید ہستی پر بھروسا رکھو جو لافانی ہے۔“

(102) ﴿ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ﴾ [العنکبوت:45]

”بے شک نماز بے حیائی اور بُرائی سے روکتی ہے۔“

(103) ﴿ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ﴾ [سبا:13]

”اور میرے بندوں میں سے کم ہی شکر گزار ہیں۔“

(104) ﴿ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ﴾ [المؤمن:60]

”اور تمہارے رب کا اعلان ہے کہ مجھ سے دعا مانگو، میں تمہاری سنوں گا۔“

(105) ﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ﴾ [الذاریات:56]

”میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی بندگی کے لیے پیدا کیا ہے۔“

(106) ﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ﴾ [الذاریات:56]

”اے ایمان والو! تمہارے مال اور تمہاری اولادیں تمہیں اللہ کی یاد سے غافل نہ کرنے پائیں۔“

(107) ﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا ﴾

[التحریم:6]

”اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔“

(108) ﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ﴾ [التحریم:8]

"اے ایمان والو! اللہ کے آگے سچی توبہ کرو۔"

(109) ﴿ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝ ﴾ [الضّحٰی:11]

"اور اپنے رب کی نعمتوں کا تذکرہ کرتے رہیں۔"

(110) ﴿ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝ ﴾ [القدر:3]

"شب قدر ہزار مہینوں سے افضل ہے۔"

معاملات

(111) ﴿ وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰاُولِي الْاَلْبَابِ ۝ ﴾ [البقرة:179]

"اے عقلمندو! قصاص میں تمہارے لیے زندگی ہے۔"

(112) ﴿ وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ؕ ﴾ [البقرة:237]

"اور ایک دوسرے سے بھلائی کرنا نہ بھولو۔"

(113) ﴿ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ۝ ﴾ [البقرة:279]

"نہ تم کسی کو نقصان پہنچاؤ اور نہ کوئی تمہیں نقصان پہنچائے گا۔"

(114) ﴿ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ؕ ﴾ [النّساء:128]

"اور صلح بہتر ہے۔"

(115) ﴿ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ۝ ﴾ [المائدة:1]

"اے ایمان والو! اپنے عہد و پیمان کی پوری پابندی کرو۔"

(116) ﴿ اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ؕ ﴾ [المائدة:8]

"ہر حال میں انصاف کرو، یہی بات تقویٰ سے قریب تر ہے۔"

(117) ﴿ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ؕ ﴾ [المائدة:38]

"اور اُن کے تمام اہم کام باہمی مشورے سے ہوتے ہیں۔"

(118) ﴿ إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيْتَآءِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ﴾ [النحل:90]

"بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے انصاف کرنے کا، لوگوں کے ساتھ بھلائی کرنے کا، اور رشتہ داروں کو مالی امداد دینے کا، اور وہ تمہیں منع کرتا ہے بے حیائی کی باتوں سے، ہر طرح کی برائیوں سے، اور ظلم وزیادتی کرنے سے۔"

اخلاقیات

(119) ﴿ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ﴾ [آل عمران:103]

"اور سب مل جل کر اللہ کے دین کی رسی کو مضبوطی سے پکڑلو اور جدا جدا نہ ہو جاؤ۔"

(120) ﴿ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ﴾ [المائدة:2]

"اور نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون کرو اور گناہ اور ظلم وزیادتی کے کام میں کسی سے تعاون نہ کرو۔"

(121) ﴿ إِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا إِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ﴾ [بنی اسرائیل:27]

"بے شک بے جا خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی ہوتے ہیں۔"

(122) ﴿ إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ﴾ [لقمان:19]

"بے شک سب سے بری آواز گدھے کی ہوتی ہے۔"

(123) ﴿ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ إِخْوَةٌ ﴾ [الحجرات:10]

"مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔"

(124) ﴿ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقٰكُمْ ﴾ [الحجرات:13]

"بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ معزز وہ ہے جو تم میں سے بڑا پرہیزگار ہے۔"

(125) ﴿ لَا تَأْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰكُمْ ﴾ [الحدید:23]

''جو چیز تم سے جاتی رہے اس کا غم نہ کرو اور جو کچھ اللہ تمہیں عطا کرے اُس پر اتراؤ نہیں۔''

(126) ﴿ فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ﴾ [الحشر:2]

''اے آنکھیں رکھنے والو! اس سے سبق حاصل کرو۔''

(127) ﴿ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴾ [البقرۃ:156]

''ہمارا سب کچھ اللہ کے لیے ہے اور ہمیں اُسی کے پاس جانا ہے۔''

(128) ﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ﴾ [الصّف:2]

''اے ایمان والو! تم کیوں وہ بات کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو؟''

(129) ﴿ وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ ﴾ [فاطر:43]

''اور جو شخص بری چال چلتا ہے اُسے اُس کی وہ بری چال لے ڈوبتی ہے۔''

(130) ﴿ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا ﴾ [بنی اسرائیل:34]

''اور عہد کو پورا کرو، کیونکہ عہد کے بارے میں باز پرس ہونی ہے۔''

(131) ﴿ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ﴾ [بنی اسرائیل:37]

''اور زمین پر اکڑ کر نہ چل۔''

(132) ﴿ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى ﴾ [بنی اسرائیل:32]

''اور زنا کے قریب نہ جاؤ۔''

(133) ﴿ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ﴾

[بنی اسرائیل:33]

''اور کسی جان کو جسے اللہ نے محترم قرار دیا ہے، ناحق قتل نہ کرو۔''

(134) ﴿ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا ﴾ [بنی اسرائیل:36]

''اور جس بات کا علم نہ ہو، اُس کے بارے میں کچھ کہنے سے محتاط رہو، بے شک کان، آنکھ اور دل ودماغ، سب کے بارے میں بازپرس ہونی ہے۔''

(135) ﴿ اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ ﴾ [بنی اسرائیل:7]

''اگر تم نے بھلے کام کیے تو اپنے ہی لیے کرو گے۔''

(136) ﴿ اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ﴾ [النحل:125]

''اپنے رب کے راستے کی طرف دعوت دیں حکمت سے، اچھی نصیحت سے اور بحث کریں تو بہت شائستہ طریقے سے۔''

متفرقات

(137) ﴿ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ﴾ [البقرة:256]

''دین میں کوئی زبردستی نہیں۔''

(138) ﴿ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ﴾ [البقرة:286]

''اللہ کسی پر اُس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔''

(139) ﴿ صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴾ [البقرة:18]

''وہ بہرے ہیں، گونگے ہیں، اندھے ہیں، کبھی راہِ راست پر نہیں آئیں گے۔''

(140) ﴿ وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ﴾ [آل عمران:140]

''اور ہم نے فتح وکامرانی کے واقعات کو لوگوں کے درمیان بدلتے رہتے ہیں۔''

(141) ﴿ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ﴾ [آل عمران:185]

''ہر جان کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔''

(142) ﴿ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴾ [آل عمران:185]

"اور یہ دنیا کی زندگی محض دھوکے کا سودا ہے۔"

(143) ﴿ اَیْنَ مَا تَكُوْنُوْا یُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَةٍ ؕ ﴾ [النّساء:78]

"تم جہاں کہیں بھی ہو، موت تمہیں آ کر رہے گی، خواہ تم مضبوط قلعوں کے اندر ہو۔"

(144) ﴿ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِیْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِیْرَةًۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ ﴾ [البقرة:249]

"اللہ کے حکم سے کتنے ہی چھوٹے چھوٹے لشکروں نے بڑے بڑے لشکروں پر فتح پائی۔"

(145) ﴿ یُرِیْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ؗ ﴾ [البقرة:185]

"اللہ تمہارے لیے آسانی چاہتا ہے دشواری نہیں چاہتا۔"

(146) ﴿ عَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَیْــٴًـا وَّهُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰۤى اَنْ تُحِبُّوْا شَیْــٴًـا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ؕ ﴾ [البقرة:216]

"ہوسکتا ہے ایک چیز تمہیں ناپسند ہو مگر اُسی میں تمہارا فائدہ مضمر ہو، اور یہ بھی ممکن ہے کہ کوئی چیز تمہیں پسند ہو، مگر وہ تمہارے لیے نقصان دِہ ہو۔"

(147) ﴿ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۚ ﴾ [الانعام:164]

"کوئی شخص کسی دوسرے کے گناہوں کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔"

(148) ﴿ اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ الْحَقِّ شَیْــٴًـا ؕ ﴾ [یونس:36]

"گمان حق ویقین کا بدل نہیں ہوسکتا۔"

(149) ﴿ مَثَلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ ِ ﴾ [ابراهیم:18]

"جن لوگوں نے اپنے رب کا انکار کیا، اُن کے اعمال کی مثال ایسی ہے جیسے راکھ کا ڈھیر۔"

(150) ﴿ اِنَّ الشَّیْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۝ ﴾ [یوسف:5]

”بے شک شیطان ہر انسان کا کھلا دشمن ہے۔“

(151) ﴿ اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوۡٓءِ ﴾ [یوسف:53]

”انسان کا نفس تو اُسے برائی پر اُبھارتا ہے۔“

(152) ﴿ وَفَوۡقَ كُلِّ ذِىۡ عِلۡمٍ عَلِيۡمٌ ﴾ [یوسف:76]

”اور ہر علم والے کے اُوپر ایک بڑا علم والا موجود ہے۔“

(153) ﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوۡمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوۡا مَا بِاَنۡفُسِهِمۡ ﴾

[الرعد:11]

”بے شک اللہ کسی قوم کے ساتھ اپنا معاملہ اُس وقت تک نہیں بدلتا جب تک وہ قوم خود اپنے رویے میں تبدیلی نہیں کر لیتی۔“

(154) ﴿ هَلۡ يَسۡتَوِى الۡاَعۡمٰى وَالۡبَصِيۡرُ ﴾ [الرعد:16]

”کیا اندھا اور دیکھنے والا برابر ہو سکتا ہے؟“

(155) ﴿ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ ﴾ [الرعد:19]

”نصیحت وہی قبول کرتے ہیں جو عقل مند ہیں۔“

(156) ﴿ جَآءَ الۡحَـقُّ وَزَهَقَ الۡبَاطِلُ اِنَّ الۡبَاطِلَ كَانَ زَهُوۡقًا ﴾

[بنی اسرائیل:81]

”حق آ گیا اور باطل چلا گیا، بے شک باطل ہے ہی مٹ جانے والی چیز۔“

(157) ﴿ وَمَاۤ اُوۡتِيۡتُمۡ مِّنَ الۡعِلۡمِ اِلَّا قَلِيۡلًا ﴾ [بنی اسرائیل:85]

”اور تمھیں بہت تھوڑا علم دیا گیا ہے۔“

(158) ﴿ وَجَعَلۡنَا مِنَ الۡمَآءِ كُلَّ شَىۡءٍ حَىٍّ ﴾ [الانبیاء:30]

”اور ہم نے ہر جاندار شے کو پانی سے پیدا کیا ہے۔“

(159) ﴿ فَاِنَّهَا لَا تَعۡمَى الۡاَبۡصَارُ وَلٰـكِنۡ تَعۡمَى الۡقُلُوۡبُ الَّتِىۡ فِى الصُّدُوۡرِ ﴾

[الحج:46]

''اُن کی آنکھیں اندھی نہیں ہو جاتیں بلکہ اُن کے وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہوتے ہیں۔''

(160) ﴿ وَإِنَّ أَوْهَنَ الْبُيُوتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوتِ ۝ ﴾ [العنکبوت:41]

''مکڑی کا گھر سب گھروں سے زیادہ کمزور ہوتا ہے۔''

(161) ﴿ كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ۝ ﴾ [الروم:32]

''ہر فرقہ اپنے ہی نظریات میں مست ہے۔''

(162) ﴿ وَمَا يَتَذَكَّرُ إِلَّا مَنْ يُنِيبُ ۝ ﴾ [المؤمن:13]

''اور ہدایت اُسے ملتی ہے جو اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے۔''

(163) ﴿ تَحْسَبُهُمْ جَمِيعًا وَقُلُوبُهُمْ شَتّٰى ۝ ﴾ [الحشر:14]

''تم سمجھتے ہو وہ متحد ہوں حالانکہ اُن کے دل ایک دوسرے سے پھٹے ہوئے ہیں۔''

(164) ﴿ وَإِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۚ ﴾ [التغابن:15]

''تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہارے لیے آزمائش ہیں۔''

(165) ﴿ فَذَكِّرْ بِالْقُرْآنِ ۚ ﴾ [ق:47]

''قرآن کے ذریعے نصیحت کیجیے۔''

(166) ﴿ إِنَّ الْإِنْسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنُودٌ ۝ ﴾ [العادیات:6]

''بے شک انسان اپنے مالک کا بڑا ہی ناشکرا ہے۔''

(167) ﴿ لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ ۝ ﴾ [التین:4]

''ہم نے انسان کو بہترین ساخت میں پیدا کیا۔''

(168) ﴿ فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ ﴾

[انشراح:5-6]

"بے شک ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے، یقیناً ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔"

(169) ﴿ لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي كَبَدٍ ﴾ [البلد:4]

"ہم نے انسان کو محنت و مشقت کے لیے پیدا کیا ہے۔"

(170) ﴿ وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ﴾ [العنکبوت:69]

"اور جو لوگ ہماری راہ میں کوشش کریں گے، ہم اُن پر اپنی راہیں ضرور کھولیں گے۔"

باب 9

چند مفید معلومات

ذیل میں قرآن مجید کے بارے میں چند مفید معلومات دی جارہی ہیں:

1۔ آیت:

آیت کے معنی "نشانی" کے ہیں۔ تمام سورتیں آیتوں کا مجموعہ ہیں۔ ایک روایت کے مطابق قرآنی آیات کی کل تعداد 6128 ہے۔

2۔ سورت:

سورت کے لفظی معنی "فصیل" یا "شہر پناہ" کے ہیں۔ قرآن مجید کی کل 114 سورتیں ہیں قرآن مجید کی آیتوں اور سورتوں کی ترتیب توقیفی ہے اوران کو نبی کریم ﷺ نے وحی الٰہی کے مطابق مرتب کیا ہے۔

3۔ نقطے اور اعراب:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مرتب کردہ مصاحف میں نقطے اور اعراب نہیں تھے کیونکہ اس وقت تک ان کے لکھنے کا رواج نہ تھا۔ بعد میں ابوالاسود الدولی نے قرآن مجید پر نقطے اور اعراب لگائے۔

4۔ منزل:

قرآن پاک کی ہفتہ وار تلاوت کے لحاظ سے صحابہ کرام بالخصوص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن کو سات منزلوں میں تقسیم کیا تھا۔

پہلی منزل .... سورۂ فاتحہ سے سورۂ نساء تک

دوسری منزل.........سورۂ مائدہ سے سورۂ توبہ تک

تیسری منزل.........سورۂ یونس سے سورۂ نحل تک

چوتھی منزل.........سورۂ بنی اسرائیل سے سورۂ فرقان تک

پانچویں منزل.........سورۂ شعراء سے سورۂ یٰسین تک

چھٹی منزل.........سورۂ صافات سے سورۂ حجرات تک

ساتویں منزل.........سورۂ ق سے سورۂ الناس تک

5۔رکوع:

قرآن کے کل رکوع (558) ہیں۔ان کی مقدار کا تعین اُس اعتبار سے کیا گیا ہے کہ نماز کی ایک رکعت میں اسے آسانی سے پڑھا جاسکے۔

6۔سیپارے (اجزاء):

قرآن مجید کو ایک مہینے میں پڑھ کر ختم کرنے کے لحاظ سے اسے تیس (30) برابر حصوں میں تقسیم کیا گیا اور ان کو عربی میں اجزاء اور فارسی میں سیپاروں کا نام دیا گیا ہے۔ان میں مضمون کا خیال نہیں رکھا گیا بلکہ صرف حجم کا لحاظ رکھا گیا ہے۔

7۔سجدۂ تلاوت:

قرآن مجید میں ایسے 14 مقامات ہیں جہاں پر تلاوت کے دوران سجدہ کرنا واجب اور ضروری ہے۔

8۔علوم القرآن:

قرآن فہمی کے لیے ضروری ہے کہ قرآن سے متعلق جملہ علوم کو سمجھا جائے۔ان علوم کو علوم القرآن کہا جاتا ہے جن میں سے چند ایک یہ ہیں:

1۔ وحی اور نزولِ وحی کا علم

2۔ عربی زبان کا علم

3۔ قرآن کے نازل ہونے سے پہلے لوگوں کے عقائد و اعمال کا علم

4۔ تاریخ جمع و تدوین قرآن کا علم

5۔ مکی اور مدنی سورتوں کی پہچان کا علم

6۔ شانِ نزول (اسبابِ نزول) کا علم

7۔ ناسخ و منسوخ کا علم

8۔ محکمات اور متشابہات کا علم

9۔ مختلف قراءات کا علم

10۔ تفسیر کا علم

9۔قرآن کے مضامین (علوم پنجگانہ):

قرآن مجید میں انسان کی ہدایت کے لیے بہت سے مضامین بیان کیے گئے ہیں جن کو قرآنی علوم بھی کہا جاتا ہے۔ان علوم کی کل تعداد کا کسی کو صحیح علم نہیں۔

شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے اپنی کتاب ''الفوز الکبیر'' میں لکھا ہے (یہ کتاب فارسی زبان میں ہے اور اس کا اُردو ترجمہ ہم نے بھی کیا ہے) کہ قرآن مجید کے تمام مضامین کی کل پانچ (5) قسمیں ہیں۔شاہ صاحب نے ان مضامین کو ''علوم پنجگانہ'' کا نام دیا ہے۔اُن کے نزدیک یہ کل پانچ (5) علوم ہیں اور ان کی تفصیل یہ ہے:

(1) علم احکام:

علم احکام سے مراد قرآن مجید کے اوامر و نواہی کا علم ہے۔اوامر سے مراد وہ کام ہیں جن کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے جیسے نماز پڑھنا، روزہ رکھنا اور سچ بولنا۔نواہی وہ کام ہیں جن

سے منع کیا گیا ہے جیسے شرک کرنا، چوری کرنا اور جھوٹ بولنا۔

(2) علم مخاصمات (Debates):

اس علم کے مطابق قرآن مجید میں وقت کے چار گمراہ مذہبی فرقوں مشرکین، منافقین، یہود اور نصاریٰ...... کے عقائد پر تنقید کی گئی ہے اور ان کے غلط نظریات اور اعمال کی اصلاح کی گئی ہے۔ اس سلسلے میں توریت اور انجیل وغیرہ بھی زیر بحث آئی ہیں۔

(3) علم تذکیر بآلاء اللہ:

اس علم سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنی بے شمار نعمتوں کا ذکر کر کے انسان کو بندگی اور شکر گزاری کی تلقین کی ہے۔ نعمت سے منعم کا تصور دیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے احسانات اور اُس کی نعمتوں کے حوالے سے اس کی عبادت اور اس کا شکر ادا کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔

(4) علم تذکیر بایام اللہ:

اس علم کے مطابق قرآن مجید میں گذشتہ قوموں اور اُن کے پیغمبروں کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان تاریخی واقعات وحالات کے بیان کا مقصد لوگوں کو عبرت دلانا اور سبق آموزی ہے۔

(5) علم تذکیر بالموت و مابعد الموت:

اس علم کے لحاظ سے قرآن مجید میں مرنے کے بعد کی زندگی، آخرت کے احوال اور جنت ودوزخ کی کیفیات بیان کی گئی ہیں۔

10۔ مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق:

جس طرح ہر مسلمان کے لیے قرآن پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ ہر مسلمان قرآن مجید کے درج ذیل پانچ حقوق ادا کرے:

1۔ وہ اس پر سچے دل سے ایمان رکھے۔

2۔ وہ اس کی تلاوت کرے۔

3۔ وہ اسے سمجھنے کی کوشش کرے۔

4۔ وہ اس کی تعلیمات اور احکامات پر عمل کرے۔

5۔ وہ اس کا پیغام دوسروں تک پہنچانے کی سعی کرے۔

11۔ چند مشہور تفاسیر کے نام

ذیل میں چند مشہور تفسیروں کے نام دیے جاتے ہیں:

چند عربی تفاسیر:

1۔ تفسیر طبری..........ابن جریر طبری

2۔ تفسیر الکشاف..........جار اللہ محمود زمخشری

3۔ تفسیر ابن کثیر..........(تفسیر القرآن العظیم) حافظ ابن کثیر

4۔ تفسیر کبیر..........(مفاتیح الغیب) امام فخر الدین رازی

5۔ تفسیر قرطبی..........(الجامع الاحکام القرآن) امام ابو عبداللہ محمد قرطبی

6۔ تفسیر بیضاوی..........قاضی بیضاوی

7۔ تفسیر خازن..........علاؤ الدین بغدادی

8۔ تفسیر مدارک..........علامہ نسفی

9۔ فتح القدیر..........امام شوکانی

10۔ تفسیر مظہری..........قاضی ثناء اللہ پانی پتی

11۔ فی ظلال القرآن..........سید قطب شہید

12۔ روح المعانی..........علامہ محمود آلوسی

13۔ تفسیر مراغی..........احمد مصطفیٰ مراغی

14۔ اضواء البیان..........شیخ محمد امین شنقیطی

15۔ معالم التنزیل..........امام بغوی

ب۔ چند مشہور اُردو تفاسیر:

1۔ تفسیر حقانی..........عبدالحق حقانی

2۔ تفسیر مواہب الرحمٰن..........سید امیر علی

3۔ تفسیر ثنائی..........مولانا ثناء اللہ امرتسری

4۔ ترجمان القرآن..........مولانا ابوالکلام آزاد

5۔ تفہیم القرآن..........سید ابوالاعلیٰ مودودی

6۔ معارف القرآن..........مفتی محمد شفیع

7۔ ضیاء القرآن..........پیر کرم شاہ

8۔ تدبر قرآن..........مولانا امین احسن اصلاحی

9۔ تفسیر مظہری..........قاضی ثناء اللہ پانی پتی

10۔ تیسیر القرآن..........عبدالرحمٰن کیلانی

11۔ انوار البیان..........مولانا محمد عاشق بلند شہری

12۔ تفسیر عثمانی..........مولانا شبیر احمد عثمانی

13۔ تذکیر القرآن..........وحید الدین خان

14۔ معارف القرآن..........مولانا محمد ادریس کاندھلوی

15۔ تفسیر ماجدی..........مولانا عبدالماجد دریا بادی

12۔ تلاوتِ قرآن کے آداب واحکام

1۔ قرآن کی تلاوت ایک عبادت ہے۔ یہ عبادت پورے ذوق وشوق سے کرنی چاہیے۔

2۔ تلاوت سے پہلے طہارت ضروری ہے۔ بغیر وضو قرآن کو نہیں چھونا چاہیے۔

3۔ پاک جگہ پر قبلہ رُخ ہو کر اور دوزانو بیٹھ کر تلاوت کرنی چاہیے۔

4۔ تلاوت سے پہلے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ اور پھر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھیں۔ اس کے بعد تلاوت شروع کریں۔

5۔ ٹھہر ٹھہر کر اچھی آواز سے تجوید اور ترتیل کے مطابق تلاوت کرنی چاہیے۔

6۔ تلاوت کرتے وقت آواز نہ زیادہ اونچی ہو اور نہ بالکل آہستہ۔ بلکہ درمیانی آواز سے تلاوت کرنی چاہیے۔

7۔ تین دن سے کم وقت میں قرآن مجید ختم نہیں کرنا چاہیے۔ بہتر اور افضل یہ ہے کہ ہفتے میں ایک بار قرآن ختم کیا جائے۔

8۔ قرآن مجید کی تلاوت ثواب اور ہدایت کی نیت سے کرنی چاہیے۔

9۔ تلاوت کرتے وقت قرآن کے معانی ومطالب پر غور وفکر کرنا چاہیے۔

10۔ جہاں عذاب یا دوزخ کی آیت آئے وہاں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنی چاہیے۔ اور جہاں رحمت اور جنت سے متعلق آیات ہو وہاں پر اللہ تعالیٰ سے رحمت اور جنت کے حصول کی دعا کرنی چاہیے۔

11۔ قرآن کی تلاوت اس عزم کے ساتھ کی جائے کہ اُس پر عمل کرکے اپنی زندگی کو اُس کے مطابق ڈھالنا چاہیے۔

12۔ سجدے والی آیت پر سجدہ کرنا چاہیے۔

13۔ تلاوت کے بعد یہ دعا پڑھنی چاہیے:

((اَللّٰهُمَّ اٰنِسْ وَحْشَتِيْ فِيْ قَبْرِيْ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ بِالْقُرْآنِ الْعَظِيْمِ۔ وَاجْعَلْهُ لِيْ اِمَامًا وَّ نُوْرًا وَّ هُدًى وَّ رَحْمَةً ط اَللّٰهُمَّ ذَكِّرْنِيْ مِنْهُ مَا نَسِيْتُ وَعَلِّمْنِيْ مِنْهُ مَا جَهِلْتُ وَارْزُقْنِيْ تِلَاوَتَهٗ اٰنَاءَ اللَّيْلِ وَاٰنَاءَ النَّهَارِ۔ وَاجْعَلْهُ لِيْ حُجَّةً يَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ))

13۔قرآن کی چند جامع دعائیں

قرآن مجید کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ وہ ہمیں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنے کا طریقہ سکھاتا ہے۔

قرآن میں ساٹھ (60) کے قریب مقبول دعائیں موجود ہیں۔ ان میں سے صرف سات (7) جامع دعائیں منتخب کر کے ذیل میں درج کی جاتی ہیں تاکہ ان کو مانگ کر اپنے لیے اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت کی فلاح و کامرانی حاصل کی جا سکے۔

(1) ﴿ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ ○ ﴾ [البقرہ:201]

"اے ہمارے رب، ہمیں دنیا میں بھی بھلائی دے، آخرت میں بھی بھلائی دے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔"

(2) ﴿ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ○ ﴾ [آل عمران:8]

"اے ہمارے رب! تو نے ہمیں ہدایت فرمائی، ایسا نہ ہو کبھی ہمارے دلوں میں ٹیڑھ پیدا ہو۔ ہمیں اپنی خاص رحمت سے نواز۔ بے شک تو بہت دینے والا ہے۔"

(3) ﴿ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۟ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ○ ﴾ [یوسف:101]

"اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے، تو ہی میرا کارساز ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ جب میں مروں تو فرمانبرداری کی حالت میں اور دوبارہ اُٹھوں تو تیرے نیک بندوں کے ساتھ۔"

(4) ﴿ رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ۖ رَبَّنَا وَ تَقَبَّلْ دُعَآءِ ○

رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ٥ ﴾

[ابراھیم:40-41]

''اے میرے رب! مجھے اور میری اولاد کو نمازی بنا۔ اے ہمارے رب! میری دُعا قبول فرما۔ اے ہمارے رب! اُس دن بخش دینا مجھ کو، میرے والدین کو اور مومنین کو جس دن حساب قائم ہوگا۔''

(5) ﴿ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ٥ ﴾

[الانبیاء:87]

''تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو پاک ہے۔ بے شک میں قصوروار ہوں۔''

(6) ﴿ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْیُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا ٥ ﴾

[الفرقان:74]

''اے ہمارے رب! ہمیں ہماری بیوی اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما! اور ہمیں پرہیزگاروں کے لیے اعلیٰ نمونہ بنا دے۔''

(7) ﴿ رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ وَاَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِكَ فِیْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِیْنَ ٥ ﴾

[النمل:19].

''اے ہمارے رب! مجھے توفیق دے کہ میں تیری نعمتوں کا شکر ادا کروں جو تُو نے مجھے اور میرے والدین کو عطا کیں۔ اور یہ کہ میں عمر بھر ایسے کام کرتا رہوں جن سے تو راضی ہو اور اپنی رحمت سے آخرت میں مجھے اپنے نیک بندوں میں شامل رکھنا۔''

ادارے کی دیگر اہم کتب

























مکتبہ قرآنیات ۰ لاہور

یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور